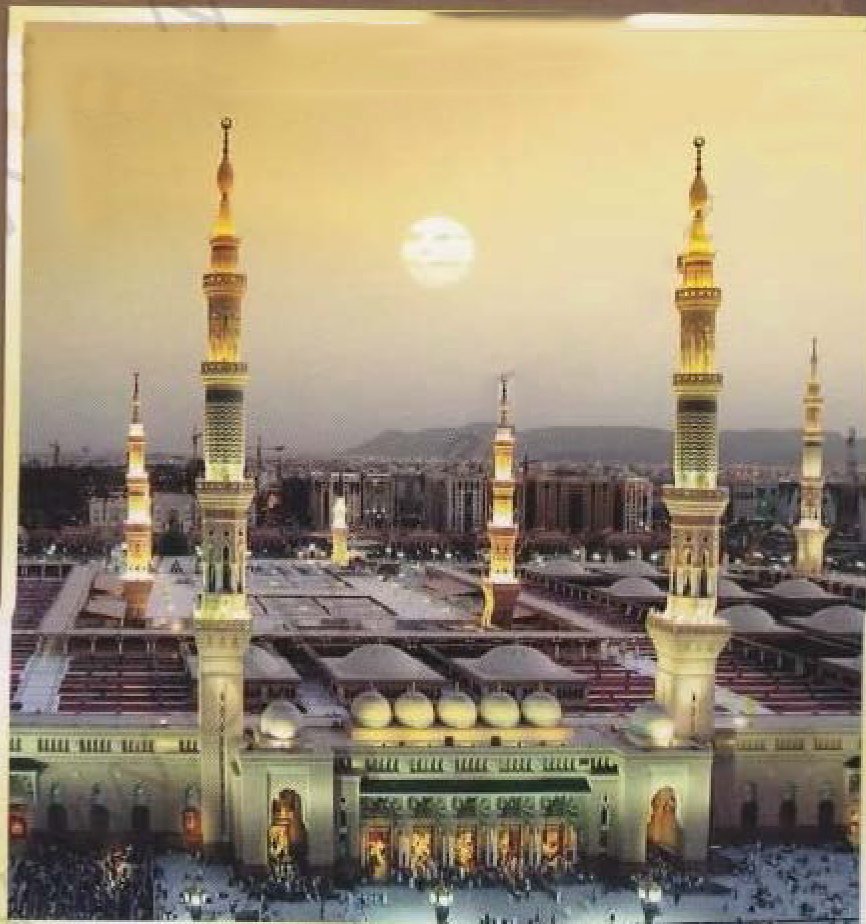
ڈاکٹر محمد ذاکر عبدالکریم نائیک

نماز اور جدید سائنس



In the Name of Allah, Most Gracious, Most Merciful



"دُنیا کے کونے کونے سے تشنگی میں مبتلا لوگ مجھ سے رابطہ کرتے ہیں...... میں ان کے قریب آتا ہوں...... اور بتانے کی کوشش کرتا ہوں اُن کے تشنہ سوالوں کے جواب ...... پوری سچائی کے ساتھ...... اور نظر آنے لگتا ہے سچ کا جواب...... سچ جو بہت کڑوا ہوتا ہے...... غلط فہمیاں مذہب کے درمیان...... اُنت وشواس...... گمراہی...... بہت سی باتیں...... بہت سی سچائیاں...... سچ جو آپ جاننا چاہتے ہیں...... سچ جو آپ نہیں جانتے...... میرا مقصد سچ کو سامنے لانا...... میرا فرض اظہارِ حق......!!"

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک

An Urdu Translation of Lecture

"SALAH"

by

Dr. Zakir Naik

.......الصّلوٰة.......

نماز اور جدید سائنس

ڈاکٹر ذاکر نائیک

مترجم

انجم سلطان شہباز

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم

تاریخ اشاعت	:	دسمبر 2008
نام کتاب	:	نماز اور جدید سائنس
مصنف	:	ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک
تزئین و اہتمام	:	گگن شاہد۔ امر شاہد
مترجم	:	انجم سلطان شہباز
پروف ریڈنگ	:	حافظ ناصر محمود
سرورق	:	امر شاہد
قیمت	:	-/200 روپے

استدعا: اللہ ربّ العزت کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد بندی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً غلطی رہ گئی ہو یا صفحات درست نہ ہوں تو براہ کرم مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درستگی کی جا سکے۔ جزاك الله خيراً كثيراً۔ ناشر

ناشران:

بک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، اقبال روڈ، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان
فون نمبر: 0544-614977 موبائل: 0321-5440882, 0323-5777931
info@bookcorner.com.pk - www.bookcorner.com.pk

فہرست

عرضِ مترجم	انجم سلطان شہباز	6
نماز	رفیق احمد ساقی	29
نماز اور جدید سائنس		31
...... نشست کا آغاز		32
...... خطاب ڈاکٹر ذاکر نائیک		38
...... بدترین اشیاء		47
...... حرام غذا		48
...... والدین سے حسنِ سلوک		50
...... نمازیں		52
...... اذان		57
...... وضو		63
...... نماز کے فوائد		84
...... رکوع		84
...... سجدہ		85
سوال و جواب کا مرحلہ		103

عرضِ مترجم

نماز، دین کا ستون ہے اور نماز کے موضوع پر آپ نے مختلف کتب کا مطالعہ کیا ہوگا مگر جناب ڈاکٹر محمد ذاکر نائیک نے ''صلوٰۃ'' کے موضوع پر ایک اچھوتے انداز سے روشنی ڈالی ہے اور اس کے ایک ایک پہلو کی تشریح کی ہے، جسے ہم نے ''نماز اور جدید سائنس'' کا خوبصورت عنوان دیا ہے۔ لہٰذا اُمید ہے کہ آپ کو ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کی کتابوں کے سلسلے میں یہ اضافہ نہایت خوشگوار محسوس ہوگا۔

عمارت کی مضبوطی و پختگی کا انحصار دو چیزوں پر ہوتا ہے، اس کی ''بنیاد'' اور ''ستون''۔ اسی لئے تعمیر کے وقت ان دونوں کو خصوصی توجہ حاصل ہوتی ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ عمارت کی مضبوطی ان دونوں ہی کے مرہون منت ہے۔ اگر دین کی عمارت کا بغور جائزہ لیا جائے تو ''توحید'' اس عمارت کی ''بنیاد'' اور ''نماز'' ایک ستون کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الصلوٰۃ عماد الدین و من اقامھا فقد اقام الدین و من ھد مھا فقد ھدم الدین.

ترجمہ: ''نماز دین کا ستون ہے اور جس نے اسے قائم کیا اس نے گویا دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ڈھا دیا اس نے گویا دین کو ڈھا دیا۔''

(الحدیث)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں نماز کا ذکر بار بار ارشاد فرمایا اور اس کی واضح تاکید فرمائی۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور نماز قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہ فطرت کا قانون ہے کہ جس چیز کے بارے میں بار بار تاکید کی جائے اس کا بعد میں خصوصی طور پر حساب بھی لیا جائے گا اسی لیے ارشاد فرمایا کہ

اول ما یحاسب بہ العبد الصلوٰۃ.

ترجمہ: ''قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔''

(الحدیث)

نماز تمام عبادات میں سے سستی اور آسان ترین عبادت ہے۔ روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد میں مالی و بدنی حالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ مگر نماز ہر امیر وغریب، جوان و بوڑھا، کمزور وطاقتور آسانی سے ادا کر سکتے ہیں۔ نماز قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور مسلم وکافر کے درمیان ایک فرق کی

علامت ہے۔

نماز اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور اطاعت کے ساتھ ساتھ شخصیت کے روحانی، جسمانی، اخلاقی و معاشرتی پہلوؤں کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

روحانی فوائد

نماز چونکہ حکم الٰہی ہے اور اس کے حکم کو بجا لانے سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے اس طرح نماز قرب الٰہی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے بچاتی ہے۔ انسان جب برائیوں سے بچ جاتا ہے اور اس میں نیکیوں کی طرف ایک قلبی لگاؤ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ذہنی و قلبی سکون محسوس کرتا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہوتی ہے کہ اس کی روح کو پاکیزگی حاصل ہو رہی ہے اور اس کا اللہ کریم سے تعلق مضبوط ہو رہا ہے۔ نماز صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے ظہر کی نماز ادا کرنے سے فجر سے ظہر تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور عصر کی ادا کرنے سے ظہر سے عصر تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور مغرب کی ادا کرنے سے عصر سے مغرب تک کے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح عشاء کی نماز ادا کرنے سے مغرب سے عشاء تک کے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ انسان ہونے کے ناطے پورے دن میں بہت سی غلطیاں سرزد ہونے کے روشن امکانات ہوتے ہیں۔ اس

لیے اللہ رب العزت نے نماز ان غلطیوں کے کفارے کا ذریعہ بنا دی۔ یوں یہ باقاعدہ طور پر روح کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

جسمانی فوائد

اسلام میں صفائی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسی لیے اسے ''نصف ایمان'' کہا گیا ہے۔ اسلام روح کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ظاہری اور جسمانی صفائی کی بھی ترغیب دیتا ہے۔ نماز کی پہلی شرط ہی طہارت ہے یعنی جسمانی پاکیزگی وصفائی۔ نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ باقاعدہ طور پر صاف ستھرے اور پاک لباس وجسم میں اللہ کے حضور حاضر ہو۔

جدید سائنس نے ثابت کیا ہے کہ دن میں پانچ دفعہ ہاتھ منہ دھونے سے انسان جلد کی موذی بیماریوں کے علاوہ اور بھی بہت سی بیماریوں سے نجات پا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وضو میں مسح کرنے سے گردن پر تر ہاتھ لگانے سے ذہنی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ پانچوں نمازیں ہلکی پھلکی ورزش کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جو صحت کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ طب کا اصول ہے کہ

Morning walk is best, and rest a while after a lunch,walk a maile after dinner.

صبح کی سیر اور شام کے کھانے کے بعد کی واک صحت کے لیے

انتہائی ضروری ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق امراض قلب و معدہ ان دونوں کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے بڑھ رہے ہیں۔ مگر نماز فجر و عشاء با جماعت ادا کرنے سے صبح کی سیر اور شام کے کھانے کے بعد کی واک دونوں کا کسی حد تک حق ادا ہو جاتا ہے۔ یوں مذہبی فریضہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہم متوازن صحت کے بہترین اصولوں پر بھی عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ نماز کے لیے وضو اور وضو کے لیے مسواک ایک اہم ترین عمل ہے۔ گو کہ وضو فرض ہے جبکہ مسواک سنت ہے مگر نبی کریم ﷺ نے مسواک کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسواک کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت بغیر مسواک نماز پر ستر گنا زائد ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر مجھے اپنی اُمت کی مشقت اور دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو مسواک کرنے کا حکم دیتا۔"

جدید سائنس نے دانتوں کی صفائی ہی کو بہتر ذہنی و جسمانی نشو ونما کا موجب قرار دیا ہے اگر پانچوں نمازوں کے ساتھ ساتھ مسواک کا بھی باقاعدہ استعمال کیا جائے تو بہت سے جسمانی و روحانی فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ مسواک بلغم دور کرتی ہے۔

۲۔ نظر کو تیز کرتی ہے۔

۳۔ مسواک کھانا ہضم کرتی ہے۔

۴۔ مسواک حرارت بدن دور کرتی ہے۔

۵۔ قوت یاداشت کو تیز اور عقل کو بڑھاتی ہے۔

اخلاقی ومعاشرتی فوائد

نماز چونکہ برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچاتی ہے اور انسان کو نیکیوں کی طرف مائل کرتی ہے یوں ایک اعلیٰ اخلاق وکردار کی شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ اگر نماز کی حقیقی روح کو سمجھ لیا جائے تو پھر معاشرہ بہت جلد تمام معاشرتی اور سماجی برائیوں سے پاک ہو سکتا ہے، جھوٹ غیبت، فراڈ، چوری، کرپشن، ملاوٹ، رشوت، سود اور اس طرح کے تمام معاشرتی ناسور بہت جلد ہمارے معاشرے سے ناپید ہو سکتے ہیں مگر شرط صرف یہ ہے کہ نماز کو قائم کیا جائے اور اس کی اصل روح کو سمجھ کر اپنے اوپر نافذ العمل کیا جائے۔

جس طرح نماز برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے منع کرتی ہے اسی طرح نماز طہارت وپاکیزگی کی ترغیب دیتی ہے۔ لہٰذا نماز کا پابند شخص اپنی روحانی وجسمانی صفائی کے علاوہ اپنے گھر، گلی اور محلے کو صاف ستھرا رکھنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ وہ اپنے ارد گرد گلی محلے کی صفائی کا باقاعدہ ہفتہ وار اہتمام کرنا، لوگوں کو صفائی کی ترغیب دینا، اور ماحول اور معاشرے کو صاف بنانے میں اپنا کردار بہتر طور پر ادا کر سکتا

ہے۔ یوں ہم بہت جلد اپنے گھروں، گلی محلوں کی ابلتی نالیوں، گٹروں اور کوڑے کرکٹ کے جابجا ڈھیروں سے نجات پا کر مکھیوں اور مچھروں کے جان لیوا حملوں سے چھٹکارا پا کر، ملیریا، ٹائیفائیڈ اور یرقان جیسی موذی بیماریوں سے نجات پا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے معاشرے میں گندگی ہی ان تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ یوں ہم ایک پاکیزہ و صاف ستھرے معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں اور ''صفائی نصف ایمان'' کا عملی نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔

غرور و تکبر کا خاتمہ

نماز واحد ایسی عبادت ہے جس میں رکوع و سجود کے علاوہ اللہ اکبر کے ورد کا خصوصی اہتمام ہے۔ سجدہ محض ایک وقتی اور رسمی نوعیت کا جسمانی فعل نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو ربّ تعالیٰ کے آگے جھکانا ہے۔ وہ اپنی پوری زندگی کو حق و صداقت کے تابع بنا دیتا ہے سجدہ خدائی بزرگی اور وحدانیت کا کھلا اظہار ہے کہ اللہ کریم کے علاوہ کوئی ہستی اس قابل نہیں کہ اس کے سامنے جھکا جائے۔ یوں انسان اپنے عاجز و ملنسار ہونے کا برملا اظہار کرتا ہے۔ نماز ہی ایسی عبادت ہے جس میں اللہ اکبر کا ورد کثرت سے آتا ہے۔ یوں انسان اللہ اکبر کا ورد کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اس بات کا اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ اس دنیا میں کوئی ایسی ہستی موجود نہیں جو بڑائی و عظمت کے لائق ہو۔ یوں انسان اپنی

انسانیت و بشریت کے ثبوت کا برملا اظہار کر رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اور بزرگی کو تسلیم کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کے ورد سے انسان کے دل سے تکبر، غرور، گھمنڈ، بڑائی، شوخی اور چکنی چوڑی باتوں کے بڑے بڑے دعووں جیسی تمام خرافات ختم ہو جاتی ہیں۔ یوں وہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و برکت اور احسانات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ یوں سجدہ اور اللہ اکبر کا ذکر ہمیں عجز و انکساری کی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

وقت کی پابندی

إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا ۝

ترجمہ: ""نماز مومنوں پر مقررہ وقت میں فرض کی گئی ہے۔""

(سورۃ النساء 4، آیت 103)

ہر نماز کا ایک مخصوص وقت ہے اور مردوں کے لیے اس خاص وقت میں جماعت کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ ہر نماز اپنے وقت کے بعد ادا نہیں قضا ہو جاتی ہے۔ فجر کی نماز فجر کے مخصوص وقت تک ہی ادا کی جا سکتی ہے۔ ظہر کی نماز عصر شروع ہونے سے پہلے پہلے ادا کی جانی ضروری ہے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں۔ یوں نماز مسلمانوں کو اپنی عملی زندگی میں بھی وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھنے اور ہر کام کو اپنے مخصوص وقت پر سرانجام دینے کی دعوت دیتی ہے۔ نماز

ہمیں ایک منظم اور پاکیزہ زندگی کی ترغیب دیتی ہے۔ نماز ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ سکول ورک سے لے کر سرکاری دفاتر تک کے تمام امور مقررہ وقت پر انجام دیں۔ تمام عمر کے تمام افراد اپنے اپنے تمام امور مقررہ وقت اور نظم وضبط کے ساتھ سرانجام دیں یوں ہم افراتفری، ٹریفک حادثات، بے سکونی، وقت کی بے قدری جیسی لعنتوں سے جان چھڑا کر ایک پرسکون اور منظم معاشرے کی عملی مثال قائم کر سکتے ہیں۔

اوّل وقت میں نماز کی ادائیگی

اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت شفیق بن سلمہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اوّل وقت میں نماز ادا کر لیتا ہے خود اس کی نماز جگمگاتی ہوئی اور تاباں بن کر آسمان پر اٹھالی جاتی ہے اور عرش پر پہنچ جاتی ہے اور وہ قیامت تک استغفار کرتی رہتی ہے اور کہتی ہے کہ جیسی حفاظت تو نے میری کی ہے اللہ تیری حفاظت بھی اسی طرح کرے۔

جب بندہ وقت کے خلاف نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز میں نور نہیں ہوتا۔ جب وہ آسمان کی طرف بڑھتی ہے تو ایک پھٹے ہوئے کپڑے کی طرح اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ اس وقت نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عمدہ اور مکمل وضو کیا اور کامل قرأت اور صحیح رکوع اور سجود کیا تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت اسی طرح کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور اس کے بعد اس کو آسمان پر اٹھا لیا جاتا ہے۔ اس میں نورانیت ہوتی ہے اور وہ روشن ہوتی ہے۔ اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ بارگاہِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے اور اپنے نمازی کی سفارش کرتی ہے اور اگر نمازی نے رکوع اور سجود اچھی طرح نہیں کیئے تو نماز کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا، اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح برباد کرے۔ پھر جب اس کو اوپر لے جایا جاتا ہے تو نور کی بجائے اس پر تاریکی ہوتی ہے۔ جب آسمان تک پہنچتی ہے تو آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دی جاتی ہے۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل سب سے اچھا ہے، فرمایا وقت پر نمازیں ادا کرنا، والدین کی اطاعت کرنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ بن ابی محذور موذن نے اپنے والد سے اپنے دادا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اول وقت نماز کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ درمیانی وقت کی نماز اللہ تعالیٰ کے رحم کے حصول کا ذریعہ ہے اور آخر وقت کی نماز اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا ذریعہ ہے۔

وقت ٹال کر نماز پڑھنا

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

ان نمازیوں کیلئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ کی قسم نمازیوں کی خرابی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی نمازوں کو ان کے اوقات ٹال کر پڑھا۔ اس سے مراد بالکل چھوڑ دینا نہیں ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم کی ایک وادی ہے جس کا نام غیّا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس میں وہی لوگ جائیں گے جنہوں نے اپنی نمازوں کے اوقات کھو دیئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو نماز کی نگہداشت کرے گا اس کیلئے نماز نور، حُجت اور قیامت کے دن نجات کا ذریعہ ہوگی اور جو اس کی نگہداشت نہیں کرے گا اس کیلئے نماز نہ نور ہوگی، نہ حُجت اور نہ دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوگی۔ وہ دوزخ کے اندر فرعون و ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا قول نقل کیا

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو حقیر سمجھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پندرہ سزائیں دے گا۔ چھ قسم کے عذاب مرنے سے پہلے، تین مرتے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔

چھ دُنیاوی عذاب

۱۔ غافل نمازی کو صالحین کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے۔
۲۔ اس سے زندگی کی برکت دور کر دی جاتی ہے۔
۳۔ اس کے رزق کی برکت دور ہو جاتی ہے۔
۴۔ اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔
۵۔ اس کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔
۶۔ وہ نیکوں کی دُعاؤں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

مرتے وقت کے تین عذاب

۱۔ وہ پیاسا مرتا ہے اگرچہ اس کے حلق میں سات دریا اُلٹ دیے جائیں۔
۲۔ اس کی موت اچانک ہوگی (توبہ کی مہلت نہیں ملے گی)۔
۳۔ اس کے کاندھوں پر دنیاوی لوہے، لکڑی اور پتھروں کا بوجھ ڈال دیا جائے گا جس سے وہ بوجھل ہو جائے گا۔

قبر کے تین عذاب

۱۔ اس پر قبر تنگ کر دی جائیگی۔

۲۔ قبر میں زبردست اندھیرا ہوگا۔

۳۔ منکر نکیر کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکے گا۔

قبر سے نکلنے پر تین عذاب

۱۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا۔

۲۔ اس سے حساب بہت سخت ہوگا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس کی واپسی دوزخ کی طرف ہو گی (اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کرے تو خیر)۔

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جو دلوں کو بیدار رکھتے ہیں، خضوع اور خشوع کے ساتھ نماز کا اہتمام کرتے ہیں، مراقبہ کرتے ہیں اور دلوں کی محافظت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔ ان کی نماز کی حقیقت ہی اور ہے۔ اس سلسلے میں صرف دو واقعات کا بیان کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

پہلا واقعہ

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ بن عصام

خراسان کی مسجد میں پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک بہت بڑا مجمع حلقہ بنائے بیٹھا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے بتایا کہ یہ شیخ حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ ہے اور اس وقت وہ زُہد وتقویٰ اور بیم و اُمید کے موضوع پر باتیں کر رہے ہیں۔ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: چلو ان سے نماز کے بارے میں کچھ پوچھیں۔ اگر انہوں نے ٹھیک جواب دیا تو ہم بھی وہاں بیٹھ کر ان کا وعظ سنیں گے (ورنہ نہیں)۔ چنانچہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس پہنچے، سلام کیا اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے! ہمیں چند مسائل دریافت کرنا ہیں۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پوچھئے کیا پوچھنا ہے! یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''میں نماز کے بارے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں!!'' حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''معرفتِ نماز کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو یا آدابِ نماز کے بارے میں؟'' یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرا سوال آدابِ نماز کے بارے میں ہے۔

آدابِ نماز

حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آدابِ نماز یہ ہیں کہ حکم کے مطابق اٹھو، ثواب کی امید کر کے مسجد کو چلو، پھر نیت کر کے عظمت کے ساتھ تکبیر کہو، ترتیل کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھو، خشوع کے ساتھ رکوع کرو، عاجزی کے ساتھ سجدہ کرو، اخلاص کے ساتھ تشہد پڑھو اور رحمت کے ساتھ سلام پھیرو۔

یہ سن کر یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے احباب نے کہا کہ اب تو معرفتِ نماز کے بارے میں بھی ان سے دریافت کرنا چاہیے۔ چنانچہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے معرفتِ نماز کے بارے میں حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔

معرفتِ نماز

انہوں نے فرمایا کہ معرفتِ نماز یہ ہے کہ جنت کو اپنے دائیں جانب اور دوزخ کو اپنے پیچھے، پُل صراط کو اپنے پیروں تلے اور میزان کو آنکھوں کے سامنے سمجھو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کتنے عرصہ سے اس طرح نماز ادا کر رہے ہیں؟ حاتم نے فرمایا بیس سال سے۔ یہ سن کر یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اٹھو! تا کہ ہم اپنی پچاس برسوں کی نمازوں کو دوبارہ ادا کریں۔ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی سوال کیا کہ آپ نے معرفتِ نماز کی یہ تعلیم کہاں سے حاصل کی؟ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کتابوں سے جو آپ نے ہمارے استفادہ کیلئے لکھی ہیں۔

دوسرا واقعہ

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ابو حازم المرج رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں سمندر کے ساحل پر تھا۔ ایک صحابی سے ملاقات ہوئی۔

صحابی نے فرمایا:

"ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ! کیا تم اچھی طرح نماز پڑھنا جانتے ہو؟"

میں نے کہا:

"میں فرائض اور سنتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کے علاوہ اچھی طرح نماز پڑھنے کے اور کیا معنی ہیں؟"

صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ! بتاؤ ادائیگی فرض کیلئے کھڑے ہونے سے قبل کتنے فرض ہیں؟"

میں نے کہا: "چھ فرض ہیں۔"

انہوں نے دریافت کیا کہ وہ کیا کیا ہیں؟

میں نے کہا کہ

۱۔ طہارت

۲۔ ستر پوشی

۳۔ نماز کیلئے پاک جگہ کا انتخاب

۴۔ نماز کیلئے کھڑا ہونا

۵۔ نیت کرنا

۶۔ قبلہ رُو ہونا۔

انہوں نے دریافت کیا کہ کس نیت کے ساتھ گھر سے مسجد کی طرف جاتے ہو؟

میں نے کہا رب سے ملاقات کرنے کی نیت کے ساتھ۔

انہوں نے کہا: ''کس نیت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہو؟''

میں نے کہا: عبادت اور بندگی کی نیت سے۔

پھر دریافت کیا: ''کس نیت کے ساتھ عبادت کیلئے کھڑے ہوتے ہو؟''

میں نے کہا: ''بندگی کی نیت کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے پھر دریافت کیا کہ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ! کن چیزوں کے ساتھ قبلہ کی طرف منہ کرتے ہو؟

میں نے کہا کہ تین فرائض اور ایک سنت کے ساتھ۔

پوچھا: ''وہ کیا ہیں؟''

میں نے جواب دیا:

قبلہ رو کھڑا ہونا فرض ہے!

نیت فرض ہے!

تکبیرِ تحریمہ فرض ہے!

یہ تینوں فرائض ہیں اور تکبیرِ تحریمہ میں دونوں ہاتھ اٹھانا سنت

ہے۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: ''کتنی تکبیریں فرض ہیں اور کتنی سنت؟''

میں نے کہا: ''94 تکبیریں ہیں جن میں سے صرف پانچ فرض ہیں اور باقی سب سنت۔''

انہوں نے دریافت کیا: ''نماز کس چیز سے شروع کرتے ہو؟''

میں نے کہا: ''تکبیر سے۔''

انہوں نے پوچھا: نماز کی برہان کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''قرأت۔''

پوچھا: نماز کا جوہر کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''اس کی تسبیحات۔''

انہوں نے پوچھا: ''نماز کی زندگی کیا ہے؟''

میں نے کہا: خضوع وخشوع۔

پھر پوچھا: ''خشوع کیا ہے؟''

میں نے کہا: سجدہ گاہ پر نظر جمائے رکھنا۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ''نماز کا وقار کیا ہے؟''

میں نے کہا: سکون واطمینان۔

انہوں نے پھر پوچھا کہ وہ کون سا فعل ہے جس کی بنا پر نماز کے سوا ہر فعل منع ہو جاتا ہے؟

میں نے کہا: ''تکبیرِ تحریمہ۔''

پوچھا: ''نماز کو ختم کرنے والی کون سی چیز ہے؟''

میں نے کہا: سلام پھیرنا۔

انہوں نے دریافت کیا کہ اس کی خصوصی علامت کیا ہے؟

میں نے کہا: نماز ختم کرنے کے بعد سُبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر پڑھنا۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ ان سب کی کنجی کیا ہے؟

 میں نے کہا: نیت۔

انہوں نے کہا: نیت کی کنجی کیا ہے؟

میں نے کہا: یقین۔

انہوں نے کہا: یقین کی کنجی کیا ہے؟

میں نے کہا: توکل۔

انہوں نے کہا: ''توکل کی کنجی کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''خوفِ خدا۔''

انہوں نے کہا: خوفِ خدا کی کنجی کیا ہے؟

میں نے کہا: اُمید۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: اُمید کی کنجی کیا ہے؟

میں نے کہا: صبر۔

انہوں نے کہا: صبر کی کنجی کیا ہے؟

میں نے کہا: رضا۔

انہوں نے پوچھا: رضا کی کنجی کیا ہے؟

میں نے کہا: اطاعت۔"

انہوں نے پوچھا: اطاعت کی کنجی کیا ہے؟

میں نے کہا: اقرار۔

انہوں نے پوچھا: "اقرار کی کنجی کیا ہے؟"

میں نے کہا: اللہ کی ربوبیت اور اس کی واحدانیت کا اقرار"

انہوں نے کہا کہ یہ سب باتیں تم کو کہاں سے معلوم ہوئیں؟

میں نے کہا: علم کے ذریعے سے۔

انہوں نے پوچھا: علم کہاں سے حاصل کیا؟

میں نے کہا: سیکھنے سے۔

انہوں نے کہا: سیکھنے کا ذریعہ کیا تھا؟

میں نے کہا: عقل۔

انہوں نے پوچھا: عقل کہاں سے آئی؟

میں نے کہا: عقل دو قسم کی ہے، ایک وہ ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اور دوسری وہ جس کو انسان اپنی لیاقت سے حاصل کرتا ہے۔ جب یہ دونوں جمع ہو جاتی ہیں تو دونوں ایک دوسرے کی مددگار بن جاتی ہیں۔

انہوں نے پوچھا: یہ سب چیزیں تمہیں کہاں سے حاصل

ہوئیں؟

میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔''

اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو ایسی توفیق بخشے جس سے وہ راضی ہو۔

ان تمام سوالات و جوابات کے بعد صحابی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: ''خدا کی قسم! تم نے جنت کی کنجیاں تو مکمل کر لیں۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہارا فرض کیا ہے اور فرض کا فرض کیا ہے؟ اور وہ کون سا فرض ہے جو فرض کی طرف لے جاتا ہے؟ فرض میں سنت کیا ہے اور وہ کون سی سنت ہے جس سے فرض پورا ہو جاتا ہے؟

میں نے جواب دیا کہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں۔ فرض کا فرض طہارت ہے۔ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو ملا کر (چلّو بنا کر) پانی لینا ایسا فرض ہے جو دوسرے فرض تک پہنچاتا ہے اور پانی لے کر انگلیوں کا خلال کرنا ایسی سنت ہے جو فرض میں داخل ہے اور وہ سنت جس سے فرض کی تکمیل ہو جائے ختنہ کرانا ہے۔

یہ سن کر صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ! تم نے اپنے اوپر حُجت تمام کر لی۔ اب کچھ باقی نہیں ہے۔ لیکن اتنا اور بتا دو کہ کھانا کھانے میں تم پر کیا فرض ہے اور کیا سنت ہے؟

میں نے ان سے کہا کہ کیا کھانا کھانے میں بھی فرض و سنت ہوتے ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں!

کھانا کھانے کے آداب میں چار فرض، چار سنت اور چار مستحب
ہیں۔ فرمایا: فرض یہ ہیں:

فرض:

۱۔ ابتدا (شروع کرتے وقت) بسم اللہ کہنا
۲۔ اللہ کی حمد کرنا
۳۔ اللہ کا شکر بجالانا
۴۔ پہچاننا کہ جو کھانا اللہ نے دیا ہے وہ حلال ہے یا حرام!

سنتیں

۱۔ ران پر زور دیکر بیٹھنا (ٹیک لگانا)
۲۔ تین انگلیوں سے کھانا
۳۔ لقمہ خوب چبانا
۴۔ آخر میں انگلیاں چاٹنا

اور چاروں مستحبات یعنی تہذیبی امور یہ ہیں:

مستحب:

۱۔ پہلے دونوں ہاتھ دھونا
۲۔ لقمہ چھوٹا لینا

۳۔ اپنے سامنے سے کھانا

۴۔ اپنے ہم طعام کی طرف کم دیکھنا!!

قارئین محترم! اب آپ ڈاکٹر ذاکر نائیک کے شیریں خطاب سے مستفید ہوں اور اس کتاب کی تیاری میں تعاون کرنے اور آپ تک پہنچانے والوں کے حق میں دعائے خیر فرمائیے۔ خصوصاً میرے نوجوان معاونین و پبلشرز گگن شاہد اور امر شاہد اس کاوش کو منظر عام پر لانے کیلئے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ اگر آپ کو دورانِ مطالعہ اشارۃً یا صراحتاً کسی بھی انداز میں غلطی نظر آئے تو براہ کرم ادارے کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درستگی کی جاسکے۔ جزاك الله خیراً کثیراً۔

انجم سلطان شہباز

anjumsultan14@gmail.com

...... نماز ......

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات و منات
یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے!
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

(ضربِ کلیم۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

مفہوم: اگرچہ آدمی اس زمین پر لاکھوں سال سے آباد رہنے کی وجہ سے بوڑھا ہو چکا ہے، مگر لات و منات جیسے بُت نہ صرف جوان ہیں بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ نئے نئے پیکروں میں اور بھیس بدل بدل کر اس کے گمراہی کیلئے آ رہے ہیں۔ اس گمراہی سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ آدمی توحید پر ایمان لے آئے اور جس نماز کو اپنے لئے بوجھ سمجھتا ہے اُسے قائم کرے اور اپنے حقیقی خالق و مالک کے حضور جھک جائے اور بے شمار سجدوں (یعنی ہر غیر اللہ کے سامنے جھکنے) کی معصیت سے نجات پا جائے۔

شرح: یہ لات و منات، دیوتا، دیوی، مذہبی پیشوا و پیر، والی، حاکم، بادشاہ...... اس بوڑھے آدمی کے مقابلہ میں کہیں جوان و توانا ہیں۔ ان کی اثر انگیزی اور دلکشی اُسی طرح قائم ہے۔ ان کی راہزنی میں کمی نہیں آئی۔ ان کے پس پردہ عقل عیار کارفرما ہے، جو سو بھیس بنا لیتی ہے۔ آدمی ذرا سا خود شناس و خودنگر ہو تو بادشاہت جمہوری لباس پہن لیتی ہے، الہیات نئے لات و منات تراش لیتا ہے، پیری نئے پھندے تیار کر لیتی ہے۔ یہی لات و منات بتانِ وہم و گمان کی صورت میں نئے نئے لبادے اوڑھ کر مال و دولتِ دُنیا، رشتہ و پیوند، رنگ و نسل، ذات پات، زبان و ثقافت، قربِ سلطان، حُبِ جاہ اور قومیت میں اظہار پاتے ہیں۔ "ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے"

جس نے جنتِ ارضی کو جہنم بنا کر رکھ دیا ہے۔ پھر بتانِ عصرِ حاضر بھی ہیں یعنی وہ باطل تصورات و نظریات و نظامات جو درسگاہوں، خانقاہوں، تعلیمی اداروں اور دانش کدوں میں تراشے جاتے ہیں۔ ذرا سوچئے! ایک طرف صرف آدم پیر جو عالمِ پیری میں کاہل پسند، مضمحل اور عمل سے عاری ہو چکا ہے اور لاکھوں سال سے ایک ہی ڈگر پر چل رہا ہے، دوسری طرف ان گنت، تازہ دم لات و منات جنہیں یہ خود تراش کر، ان سے بے جا اُمیدیں وابستہ کر کے اپنا معبود و خداوند بنالیتا ہے، پھر نتیجتاً مایوس ہو کر انہیں توڑ دیتا ہے، مگر اپنی گمراہی کی وجہ سے پھر نئے بت تراش کر ان میں گھر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ یہی بُت جماعتِ آدم کی آستینوں میں چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ایسے میں کوئی اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسا مردِ مومن اذان لا الٰہ الا اللہ بلند کر کے درسِ توحید دیتا ہے۔ وہ توحید جو ایک مسئلۂ علم کلام نہیں بلکہ ایک زندہ قوت ہے۔ جسے سمجھنے کیلئے دماغ میں پہلے سے موجود بُت خانہ ویران کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو لاشریک حاکم اعلیٰ ماننا پڑتا ہے اور اس کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے نماز کو بنیادی عملی عبادت کے طور پر بطیبِ خاطر قائم کرنا پڑتا ہے۔ ایک وقت پر، ایک سمت رُخ کر کے، ایک امام کے پیچھے، ایک زبان میں، ایک جیسے کلمات، ایک جیسی حرکات و سکنات کے ساتھ، ایک ہی خدا کے حضور نماز ادا کر کے توحید کا عملی ثبوت دیا جائے تو ہزاروں لات و منات دھڑام سے گر جاتے ہیں۔ ''نماز دین کا ستون ہے'' تو اسی لئے کہ یہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کا سرچشمہ ہے۔ صفائی و پاکیزگی، پابندیٔ وقت، نظم و ضبط، یکجہتی، اطاعتِ امیر، صف آرائی، نصب العین کا تعین، معاشرتی مساوات، آدابِ مجلس، اجتماعیت اور امن و سلامتی کا عملی درس دیتی ہے۔ نماز کے انقلاب آفریں کلمات آدمی میں وسعتِ قلب و نظر پیدا کر کے اسے بندۂ مولا صفات بنا دیتے ہیں۔ رازقِ حقیقی کی پہچان اسے محتاجِ ملوک نہیں رہنے دیتی۔ وہ کسی غیر کے آگے جھک کر اپنا تن من پرایا نہیں ہونے دیتا۔ اس کا دل صنم آشنا نہیں رہتا۔ وہ سب کچھ نماز میں پالیتا ہے۔ نماز میں اُسے حضور و سرور حاصل ہوتا ہے اور نماز اس کی فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے۔ نماز صرف ایک اللہ کے حضور جھکا کر باقی تمام طاغوتی قوتوں کے سامنے جھکنے سے بچالیتی ہے۔

وہی سجدہ ہے لائقِ اہتمام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام

شرح اقبال، بکلام اقبال کے آئینے میں

از: رفیق احمد ساقی

(مؤلفہ: ''جامع فارسی اُردو لغات'')

لیکچر:

ڈاکٹر محمد ذاکر عبدالکریم نائیک

موضوع:

نماز اور جدید سائنس

میزبان:

ڈاکٹر محمد نائیک

نشست کا آغاز

ڈاکٹر محمد نائیک:

ہم اس تقریب کا آغاز تلاوتِ کلام پاک کے ساتھ کریں گے اور میں اس کیلئے جناب اشرف محمدی صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کی سعادت حاصل کریں۔

اشرف محمدی:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ

هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ
الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

صدق اللہ العظیم

ترجمہ: ''تحقیق ان ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی، جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے پرہیز کرنے والے ہیں اور جو زکوۃ ادا کرنے والے ہیں، اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، مگر اپنی منکوحہ بیویوں سے یا اپنی باندیوں سے کیونکہ ان پر کوئی ملامت نہیں، پس جو ان کے علاوہ کے طالب ہوں وہ حد سے آگے بڑھنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اقرار کا لحاظ کرنے والے ہیں، تو ایسے لوگ وارث ہونے والے ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔''

﴿سورۃ المؤمنون، آیات 1 تا 11﴾

محترم بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم!

اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کی طرف سے میں ڈاکٹر محمد نائیک

آپ سب کو اس پروگرام میں تشریف لانے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن اسلامی ''دعوۃ'' کیلئے بھرپور انداز میں کوشاں ہے اور اسلام کو سمجھانے، واضح کرنے اور پھیلانے میں مشغول ہے۔ یہ اسلام سے وابستہ غلط فہمیوں کو دُور کرنے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے اعتراضات اور سوالات کا جواب دینے میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کی تمام کاوشوں میں جدید سائنسی، منطقی استدلال اس کی بنیادی خوبی ہے۔ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے دفتر میں ایک ویڈیو کیسٹ لائبریری ہے، نشرواشاعت کا شعبہ، کیبل اور سٹیلائٹ ٹیلی وژن پروڈکشن سٹوڈیو، آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ ڈیپارٹمنٹ، کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ، اس میں ایک سمعی و بصری اعانات سے مزین مطالعاتی مرکز اور آڈیٹوریم ہے۔ اس کے علاوہ اس میں خواتین اور بچوں کے شعبے بھی شامل ہیں جنہیں اسلامی تعلیم و تربیت کی مکمل سہولیات اور مواقع میسر ہیں۔ اسلام کو سمجھنے کیلئے اس میں تمام ضروری لوازمات موجود ہیں۔ مختلف مقررین کی مفید تقاریر سننے کے مواقع بھی باقاعدہ پروگرام کے تحت فراہم کیے جاتے ہیں۔ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کی سہولیات صبح 10:00 بجے سے شام 8:30 بجے تک جمعۃ المبارک کے علاوہ باقی تمام دنوں میں دستیاب رہتی ہیں۔ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے ریڈیو پروگرام میں عوامی خطبات، سوال و جواب کے مراحل، باہمی تبادلۂ خیال، بحث و مباحثے اور اسی نوع کے دیگر پروگرام شامل ہیں۔ اس کے علاوہ

3500 کے لگ بھگ ویڈیو کیسٹس بھی ہمارے اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن میں موجود ہیں جو لوگوں کو سات یوم کیلئے بغیر کسی فیس کے جاری کی جاتی ہیں اور وہ انہیں دیکھ کر ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ 50 سے زائد کتب بھی لوگوں کو مطالعہ کیلئے طلب کرنے پر مفت دی جاتی ہیں۔ باترجمہ قرآن پاک بھی لوگوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کا مطالعہ کر کے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے پیغام اور احکامات کو سمجھ سکیں جو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے پوری انسانیت کیلئے نازل کیے ہیں۔ اس کے علاوہ انٹر نیٹ پر بین الاقوامی فورم میں تبادلۂ خیالات اور اشاعت اسلام کا اہتمام بھی کیا گیا ہے جس سے ہزاروں لاکھوں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ انٹرنیٹ پر اسلام کی ترویج کیلئے نہایت منظم انداز میں کام کیا جا رہا ہے۔ آئی آر ایف کی اپنی ویب سائیٹ بھی ہے۔ اس کے علاوہ کیبل ٹی وی نیٹ ورک سے صرف بمبئی میں ہی آئی آر ایف کے زیر اہتمام تیار کردہ دینی و تربیتی وڈیوز کو دس لاکھ گھرانوں کے ناظرین دیکھتے ہیں۔ ان کا دورانیہ روزانہ تین گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ 18 مختلف چینل ان پروگراموں کو صبح و شام نشر کرتے رہتے ہیں جسے 68 ممالک کے ناظرین دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر چینلز بھی آئی آر ایف کے پروگراموں کو تسلسل اور باقاعدگی کے ساتھ نشر کر رہے ہیں۔

دُعا ہے کہ اسلام کی خاطر ہماری ان کوششوں کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قبول اور منظور فرمائے اور ہمیں قرآن پاک کی مزید تحقیق قارئین و

ناظرین تک پہنچانے کی سعادت وتوفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر ذاکر نائیک اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن ممبئی کے صدر ہیں۔ اُنہوں نے اسلام کی خاطر اپنے طبی پیشہ یعنی ڈاکٹری کو خیر باد کہہ دیا اور تن من دھن سے خدمتِ اسلام میں کوشاں ہو گئے اور انہوں نے اپنی ساری زندگی اسی مقصد کیلئے وقف کر دی ہے۔ وہ دُنیا بھر میں اسلامی مقرر اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ آپ نے اسلام سے وابستہ غلط فہمیوں کو بڑے احسن انداز میں دُور کیا ہے۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ذہن میں جو شکوک وشبہات کلبلا رہے تھے آپ نے ان کو صاف کیا۔ انہوں نے عوامی اجتماعات، مذاکرات اور ٹی وی پروگرامز میں نہ صرف موثر خطبے دیئے بلکہ لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ عام سامعین اور ناقدین کے پیچیدہ سوالات کے آپ نے نہایت مدلل اور تسلی بخش جوابات دیئے۔ آپ اسلام سے وابستہ غلط تصورات کو قرآن و حدیث کی روشنی اور دیگر کتب سماویہ کے تحت غلط ثابت کرتے ہیں۔ آپ دلائل اور منطق کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی حقائق کو بھی مدنظر رکھتے ہیں اور اسلام سے منسوب خود ساختہ اور مفروضہ چیزوں کی سختی سے تردید کرتے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک اپنے مدلل، مسکت، قائل کر دینے والے جوابات اور تنقیدی جائزے کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہیں۔ عوامی مباحث میں حاضرین اور ناقدین کے پیچیدہ، تنقیدی اور چبھتے ہوئے

سوالوں کا مدلل جواب دینے میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

''صلوٰۃ'' یعنی نماز ایمان اور عقیدے کے بعد ارکان اسلام میں بنیادی اور اہم رکن ہے۔ ''صلوٰۃ'' عربی کی اصطلاح ہے جو مسلمانوں کی عبادت کا مفہوم رکھتی ہے اور جسے ہم عام طور پر اُردو میں ''نماز'' کہتے ہیں۔ آج ڈاکٹر ذاکر نائیک ''صلوٰۃ'' یعنی نماز کے موضوع پر اظہار خیال فرمائیں گے اور اسلامی پہلو سے اس کا تعارف کرائیں گے۔ صلوٰۃ کے مقاصد اور فوائد سے آگاہ فرمائیں گے۔ صلوٰۃ جو انسانی اعمال کی درستی کیلئے ضروری ہے۔ صلوٰۃ جس سے ہمیں ایک بے مثال اخلاقی درس ملتا ہے۔

بھائیو اور بہنو!

آپ کے سامنے اس موضوع پر لب کشائی کیلئے مائیک پر تشریف لاتے ہیں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک!

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

خطاب ڈاکٹر ذاکر نائیک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن۔

اما بعد!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
"رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ○
وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ○"

(سورۃ طہٰ 20، آیت نمبر 25 تا 28)

میرے محترم بزرگو!

میرے عزیز بھائی اور بہنو!

میں آپ سب کو اسلامی طریقے سے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہہ کر اس پروگرام میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی

سلامتی، رحمتیں اور برکتیں آپ سب کے شامل حال رہیں۔

آج کے اس پروگرام کا موضوع ہے 'صلوٰۃ' جس کا مطلب ہے ''راستی''۔ بہت سے لوگ انگریزی میں صلوٰۃ کا ترجمہ ''Prayer'' کرتے ہیں۔ یہ لفظ عربی کے لفظ صلوٰۃ کا مکمل اور صحیح ترجمہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ To Pray کا مطلب ہے، طلب کرنا، خلوص نیت سے کچھ مانگنا۔ جیسا کہ آپ عدالت میں پیش ہو کر انصاف مانگتے ہیں۔ اپنا معاملہ پیش کرتے ہیں اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔

اس کا مطلب ''مدد مانگنا'' بھی ہے۔ یعنی ''دعا'' طلب کرنے اور مانگنے یا درخواست کرنے کے معانی میں استعمال ہوتی ہے۔ صلوٰۃ صرف ''دعا کرنے'' کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم اس سے کہیں وسیع ہے۔ صلوٰۃ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے مدد مانگنے کے علاوہ اس کی ثنا بھی ہے۔ مسلمان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں اس کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ صلوٰۃ کے ذریعے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ہدایت و رہنمائی کے طالب ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ اس لحاظ سے ایک پروگرامنگ کا درجہ رکھتی ہے۔ صلوٰۃ مشروط ہے اور تطہیر قلب اور دماغ کی صفائی یعنی برین واشنگ ہے۔ لیکن اگر ایک شخص صلوٰۃ ادا کرنے جارہا ہے اور اس سے ایک اور شخص پوچھتا ہے:

''آپ کہاں جارہے ہیں؟''

اور اس کے جواب میں اگر وہ کہے کہ وہ برین واشنگ یا

پروگرامنگ کیلئے جارہا ہے تو یہ بات کچھ عجیب سی محسوس ہوگی۔ لہذا اگر لوگ نماز کیلئے Prayer کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس میں ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ صلوٰۃ کا مفہوم دعا سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔

جس لمحے آپ پروگرامنگ کا لفظ سنتے ہیں تو آپ فوراً ایک کمپیوٹر کے بارے میں سوچنا شروع کردیتے ہیں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں انسان کو ایک 'مشین' کہہ سکوں تو میں کہوں گا کہ روئے زمین پر یہ سب سے زیادہ پیچیدہ مشین ہے۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور جدید کمپیوٹر سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے۔

انسان ہونے کے ناطے ہم اشرف المخلوقات یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی سب سے بہترین اور عمدہ تخلیق ہیں۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۝

ترجمہ: "بیشک ہم نے انسان کو احسن صورت میں پیدا فرمایا ہے۔"

﴿سورہ التین 95 آیت: 4﴾

ماہرین نفسیات بتاتے ہیں کہ ہمارا دماغ براہ راست ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے جبکہ جسم براہ راست ہمارے کنٹرول میں ہے۔

اگر میں اپنا ہاتھ اٹھانا چاہوں تو اٹھا سکتا ہوں۔

اگر میں اسے نیچے لانا چاہوں تو لا سکتا ہوں۔

اگر میں آگے کی طرف قدم اٹھانا چاہوں تو اٹھا سکتا ہوں۔

لہٰذا ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ جسم براہ راست ہمارے کنٹرول میں ہے لیکن اس کے برعکس دماغ براہ راست ہمارے کنٹرول میں نہیں۔ اس لئے ہم میں سے اکثر نماز کی ادائیگی کے دوران ادھر ادھر کے خیالات میں کھو جاتے ہیں۔ دماغ کی توجہ نماز پر مرکوز ہونے کی بجائے منتشر ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے فرض کریں ایک طالب علم امتحان دے رہا ہے اور وہ پرچہ دینے کے بعد نماز کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اب وہ پڑھ تو نماز رہا ہے مگر اس کا ذہن اس کے پیپر کو دہرا رہا ہے۔ وہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ سوال نمبر دو کا جواب میں نے یہ لکھا تھا یا وہ لکھا تھا۔

اگر ایک بزنس مین صلوٰۃ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا ذہن سوچنے لگتا ہے کہ آج اس نے کس قدر نفع حاصل کیا۔ کتنی اشیاء فروخت کیں۔

اگر ایک خاتونِ خانہ نماز کی ادائیگی کیلئے کھڑی ہوتی ہے اور وہ نماز شروع کرتے ہی یہ سوچنا شروع کر دے کہ آج اسے کیا پکانا چاہیے، اس کا شوہر کون سا کھانا پسند کرے گا، آج پلاؤ پکانا چاہیے یا بریانی ٹھیک رہے گی تو یہ ایک عام بات ہے کہ صلوٰۃ کے دوران خیالات بھٹکتے رہتے ہیں۔

خیالات کیوں بھٹکتے ہیں!

دماغ منتشر کیوں رہتا ہے!!

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا دماغ خالی ہوتا ہے جبکہ یہ خالی رہ نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ادھر اُدھر کی باتوں کی طرف چلا جاتا ہے۔ زیادہ تر مسلمان جانتے ہیں کہ صلوٰۃ کے دوران کون سی سورتیں یا آیات کی تلاوت کی جاتی ہے۔ سورۃ فاتحہ اور قرآن پاک کی چند آیات بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن الحکیم کی مختصر سورتیں بھی صلوٰۃ کے دوران تلاوت کی جاتی ہیں۔ یہ آیات اور سورتیں ہمیں زبانی طور پر یاد اور حفظ ہوتی ہیں۔ ہم صلوٰۃ میں انہیں ایک خودکار طریقے سے ادا کر دیتے ہیں۔ صلوٰۃ ہمیں پہاڑوں کی طرح یاد ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ کسی مسلمان کو گہری نیند سے بیدار کریں اور کہیں کہ وہ سورۂ فاتحہ سنائے تو وہ فوراً برق رفتاری سے سنا دے گا۔ چونکہ یہ ایک خودکار طریق کار بن جاتا ہے اس لئے اس دوران دماغ کا ایک چھوٹا سا حصہ متحرک ہوتا ہے جس میں یہ آیات ذخیرہ ہوتی ہیں۔ ہم میں سے زیادہ تر مسلمان عربی زبان نہیں سمجھتے اور سورہ فاتحہ اور دیگر آیات کو از بر کر لیتے ہیں۔ صلوٰۃ کے دوران وہ بلا سوچے سمجھے پڑھتے چلے جاتے ہیں اور انہیں اس بات کا قطعی علم نہیں ہوتا کہ وہ جو کچھ پڑھ رہے ہیں اس کا مفہوم کیا ہے۔ اس صورت حال میں خیالات کا منتشر ہو جانا ممکن ہے اور دماغ ادھر اُدھر کی باتیں سوچنے لگتا ہے۔

اس مسئلے کا بہترین حل یہ ہے کہ صلوٰۃ کے دوران جو آیات اور سورتیں آپ تلاوت کر رہے ہیں ان کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ دل میں

دہراتے جائیں۔

اگر آپ انگلش جانتے ہیں تو انگلش میں ترجمہ دہراتے جائیں۔

اگر آپ اُردو جانتے ہیں تو اُردو میں ترجمہ دہراتے جائیں۔

اگر ہندی جانتے ہیں تو ہندی میں ترجمہ دہراتے جائیں۔

اگر مراٹھی جانتے ہیں تو مراٹھی میں ترجمہ دہراتے جائیں۔

اگر کشمیری زبان جانتے ہیں تو کشمیری میں ترجمہ دہراتے جائیں۔

بنیادی بات یہ ہے کہ جب آپ صلوٰۃ کیلئے کھڑے ہوں تو اسے پورے خشوع وخضوع سے ادا کریں اور جس زبان پر آپ کو عبور ہے۔ جس زبان کو آپ سب سے زیادہ جانتے ہیں اس زبان میں عربی آیات کا ترجمہ دہراتے جائیں۔ انشاء اللہ آپ کی پوری توجہ اور دھیان نماز میں رہے گا اور خیالات بھٹکنے سے رک جائیں گے۔

مثال کے طور پر جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو اس طرح شروع کریں۔

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ	اے اللہ تو پاک ہے
وَبِحَمْدِكَ	اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ	اور بہت برکت والا تیرا نام ہے
وَتَعَالٰى جَدُّكَ	اور بہت بلند ہے تیری شان
وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ	اور نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا

اس کے بعد اسی طریقے سے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کریں اور ساتھ ساتھ ترجمہ بھی دہراتے جائیں۔

تعوذ:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

تسمیہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

سورۃ الفاتحہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١﴾

"سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾

بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣﴾

جو مالک ہے روز جزا کا۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۵﴾

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾

تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ

ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کیا

غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔"



لہٰذا جب ہم سورۂ فاتحہ یا دیگر آیات کی تلاوت کرتے ہیں تو ہمیں ساتھ ساتھ ترجمہ دہرانا چاہیے جس سے ہمارا دماغ ادھر اُدھر نہیں بھٹکے گا اور ہم پوری یکسوئی اور دلجمعی سے صلوٰۃ ادا کر پائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا دماغ ان آیات کے مفہوم میں مصروف کار ہو جاتا ہے جنہیں آپ نماز میں ادا کر رہے ہیں۔

لیکن چند ہفتوں یا چند مہینوں میں یہ چیز بھی ایک خودکار نظام بن جائے گی۔ دماغ بہت طاقتور ہے آپ عربی پڑھتے ہیں اور اس کے معانی ادا کرتے ہیں اور دماغ انہیں محفوظ کر لیتا ہے اور اس کے بعد پھر اس بات کا امکان موجود ہے کہ آپ کا دماغ بھٹک جائے خیالات ادھر اُدھر منتشر ہو جائیں۔ لیکن اب اس میں واضح کمی محسوس ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

عربی آیات کی ادائیگی میں دماغ کا ایک چھوٹا سا حصہ متحرک اور فعال ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دماغ کا ایک اور حصہ آیات کے مفہوم کو دہرا رہا ہے۔ اب خیالات کے منتشر ہونے کے امکانات کم تو ہو جائیں گے لیکن مکمل طور پر ختم نہیں ہوں گے۔

دماغ کی توجہ ایک جگہ مرکوز رکھنے کیلئے عربی آیات کی تلاوت، ترجمے کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس کا مفہوم سمجھنے اور اس پر غور کرنے کی کوشش کریں کہ جو کچھ آپ پڑھ رہے ہیں آخر اس کا مطلب کیا ہے۔ ایک انسان ایک وقت میں دو چیزوں پر غور نہیں کر سکتا۔ وہ پچاس فیصد اس چیز پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ یہ بیس فیصد بھی ہو سکتا ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ دو مختلف چیزوں پر ایک ہی وقت میں سو فیصدی توجہ مرکوز کر سکے۔ صلوٰۃ میں جتنا زیادہ آپ غور و فکر کریں گے، آیات کے مفہوم پر توجہ دیں گے اسی قدر آپ کا دھیان بٹنے اور خیالات منتشر ہونے کے امکانات کم سے کم تر ہوتے جائیں گے۔ لہٰذا عربی آیات کی تلاوت، ترجمہ کی ادائیگی اور آیات کے مفہوم پر غور و فکر سے آپ کا دماغ انشاءاللہ ادھر اُدھر نہیں بھٹکے گا۔ فرمانِ خداوندی ہے:

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝

ترجمہ: ”(اے نبی ﷺ) آپ اس کتاب کو پڑھا

کیجئے، جو آپ پر وحی کی گئی ہے، اور نماز کی پابندی
کیجئے، یقیناً نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے
روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے، اور جو کچھ تم
کرتے ہو اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔"

﴿سورۃ عنکبوت 29، آیت: 45﴾

قرآن پاک بیان کر رہا ہے کہ نماز انسان کو شرمناک اور ناانصافی کے کاموں سے روکتی ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ صلوٰۃ ایک پروگرامنگ ہے جو ہمیں سیدھی راہ دکھاتی اور اس پر چلاتی ہے۔

مسلمان دن میں پانچ اوقات نماز ادا کر کے اس پروگرام پر عمل درآمد کرتے ہیں اور اللہ سے دُعا کرتے ہیں:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

ترجمہ: "تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا"

(سورۃ الفاتحہ 1، آیت نمبر 6)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں اس کیلئے وہ طریقہ کار بتایا ہے جو ہمیں سیدھی راہ پر چلا سکتا ہے اور وہ طریقہ نماز ہے۔

بدترین اشیاء:

مثال کے طور پر امام سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ مائدہ کی تلاوت

کرسکتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾

ترجمہ: ''مومنو! بیشک شراب، جوا، بت، پانسے، یہ چاروں چیزیں ناپاک ہیں، شیطانی کام ہیں پس ان سے بچتے رہا کرو، تاکہ تم کو نجات ملے۔''

﴿سورۃ المائدہ5، آیت:90﴾

یہاں نماز میں ہمیں یہ بتایا جارہا ہے کہ ہمیں شراب، جوئے، بت پرستی، کہانت سے دُور رہنا چاہیے کیونکہ یہ چیزیں خلقِ انسانی کیلئے تباہ کن ہیں۔

حرام غذا

اس کے بعد پیش امام سورۃ المائدہ کی آیت 3 کی تلاوت کرسکتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ

كَفَرُوا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: ''تم پر حرام کیئے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کے نام زد کر دیا گیا اور جو گلا گھٹنے سے مر جائے، اور جو کسی ضرب سے مر جائے اور جو (ٹیلے) اونچے سے گر کر مر جائے اور جو کسی ٹکر سے مر جائے، اور جس کو درندہ کھانے لگے مگر جس کو ذبح کر ڈالو وہ جائز ہے، اور جو جانور پرستش گاہ پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ تقسیم کرو قرعہ کے تیروں کے ذریعہ سے یہ سب گناہ ہیں، آج کے دن تمہارے دین سے کافر نا امید ہو گئے، سو تم ان سے مت ڈرو، اور مجھ سے ڈرتے رہو آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے مکمل کر دیا، اور میں نے اپنا انعام تم پر پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا، پس جو شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جائے (وہ کھا لے)

بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو بیشک پھر اللہ معاف کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے۔''

﴿سورۃ المائدہ 5 آیت :3﴾

یہاں ہمیں بتایا جارہا ہے کہ کون سی غذا حرام ہے اور کون سا کھانا ممنوع ہے۔ ان میں حسب ذیل چیزیں شامل ہیں:

۱۔ مردہ گوشت

۲۔ خون

۳۔ سؤر

۴۔ ایسا جانور یا کھانا جس پر اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں سیدھی راہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت دینے کے ساتھ ساتھ پوری طرح ہماری تربیت فرماتا ہے۔

والدین سے حسنِ سلوک

امام سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الاسریٰ (سورۃ بنی اسرائیل) کی درج ذیل آیات کی بھی تلاوت کرسکتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا

تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾

ترجمہ: ”اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت مت کیا کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو کبھی اُف تک نہ کہو، اور نہ اُن کو جھڑکا کرو، اور اُن سے بڑے ادب سے بات کیا کرو، اور اُن کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہا کرو، اور یوں دعا کرتے رہا کرو، اے میرے رب! تو ان پر رحم فرما، جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں (ایسی شفقت سے) پالا ہے۔“

﴿سورۃ بنی اسرائیل 17، آیات 23-24﴾

ان آیات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں بتا رہا ہے کہ ہمیں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے اور ان میں سے دونوں یا کوئی ایک بڑھاپے تک پہنچتا ہے تو آپ ان کے سامنے ”اُف“ بھی کہیں گے تو یہ ان کے حکم سے سرتابی، نافرمانی اور ناشکری کے زمرے میں آئے گا۔ یہ ساری باتیں ہمیں نماز میں بتائی جاتی ہیں اور یہی خاص پروگرامنگ ہے۔

کمپیوٹر کو عام طور پر ایک ہی بار پروگرامنگ کی ضرورت پڑتی ہے

لیکن انسانی دماغ جو کلی طور پر انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا اور دیگر باتوں سے متاثر ہو سکتا ہے اس کو کم از کم دن میں پانچ مرتبہ Refresh کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے ماحول اور معاشرے میں مختلف جرائم اور قباحتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جن میں چوری، ڈکیتی، راہزنی، اغوا، دھوکہ، قتل و غارت، دنگا فساد وغیرہ شامل ہیں۔ ان چیزوں کے غبار کو صاف کرنے کیلئے دماغ کی پروگرامنگ کو تازہ کرنا پڑتا ہے جس کا بنیادی طریقہ صلوٰۃ ہے۔ انسان کے اردگرد کا ماحول اور زوال پذیر اخلاق اس بات کا متقاضی ہے کہ دماغ کی مسلسل پروگرامنگ کی جائے تا کہ دماغ غلط راہوں کی طرف مائل نہ ہو سکے۔

نمازیں

اب بعض لوگ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ایک ہی دفعہ نماز ادا کر لینا کافی کیوں نہیں ہے اور آپ صرف ایک ہی بار نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

آپ دن میں پانچ بار نماز کیوں ادا کرتے ہیں؟

ایک انسانی جسم کی صحت کو برقرار رکھنے کیلئے دن میں کم از کم تین بار کھانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر ہم روزانہ صرف ایک بار کھانا کھائیں تو ہمارا جسم اس قدر صحت مند نہیں ہوگا۔ اسی طرح روح کو پانچ وقت غذا کی ضرورت ہے اس لئے پانچ مرتبہ اس کی پروگرامنگ کرنا پڑتی

ہے۔ پانچ مرتبہ نماز ادا کرنا ہوتی ہے۔ ایک نماز کافی نہیں ہے۔ مسلمانوں کو روزانہ پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم ہے۔ یہودی دن میں تین نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس کا ذکر Daniel کے باب 6 آیت 10 میں بھی ہے۔

مسلمان دن میں پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کا حکم تمام مسلمانوں کو دیا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ

ترجمہ: ”اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح وشام) اور رات کے کچھ حصوں میں نماز پڑھا کرو، بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کیلئے۔“

﴿سورۂ ھود 11، آیت 114﴾

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

ترجمہ: ”(اے نبی ﷺ) آپ سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھا کیجئے کیونکہ

قرآن کا پڑھنا صبح کے وقت حضور ملائکہ کا وقت ہے۔"

﴿سورۃ بنی اسرائیل 17، آیت 78﴾

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

ترجمہ: "پس ان کی باتوں پر صبر کیجیے، اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ، سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے تسبیح کیجیے، رات کی ساعات میں تسبیح کیا کیجیے، اور دن کے اوّل اور آخر میں بھی تا کہ آپ خوش ہوں۔"

﴿سورۂ طٰہٰ 20 آیت 130﴾

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝

ترجمہ: "تو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو، شام کے وقت اور صبح کے وقت، اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف کی جاتی ہے، اور پچھلے وقت جب دوپہر ہو۔"

﴿سورۂ روم 30 آیت 17-18﴾

قرآن پاک کی ان آیات میں مسلمانوں کو دن میں پانچ بار نماز کی ادائیگی کا حکم ہے۔

مسلمانوں پر دن میں جو پانچ نمازیں فرض ہیں ان کی ترتیب یہ ہے:

۱۔ **نمازِ فجر**

سحر سے طلوع آفتاب تک

۲۔ **نمازِ ظہر**

جب سورج انتہائی نکتہ پر پہنچ جاتا ہے اس سے لے کر جب سورج جھکنے لگتا ہے۔

۳۔ **نمازِ عصر**

نماز ظہر کے بعد غروب آفتاب سے پہلے تک۔

۴۔ **نمازِ مغرب**

غروب آفتاب کے فوراً بعد اور شفق کے غائب ہونے تک

۵۔ **نمازِ عشاء**

شفق کے غائب ہونے سے سحر کے آغاز تک

نماز عشاء کو نصف شب یعنی 12 بجے سے قبل ادا کر لینا چاہیے۔

ایک مسلمان کو دن میں پانچ مرتبہ نماز ضرور ادا کرنا چاہیے۔ مسلمان جب نماز کیلئے مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو اپنے جوتے اُتار دیتے ہیں اور یہی حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دیا گیا تھا۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾

ترجمہ: ''جب وہ وہاں پہنچے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)، میں تمہارا رَبّ ہوں، تو تم اپنے جوتے اُتار دو، تم ایک پاک میدان طویٰ میں ہو۔''

﴿سورۃ طٰہٰ 20 آیت 11-12﴾

اللہ نے یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا۔ یہی پیغام بائبل میں بھی موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

''داخل ہونے سے پہلے اپنے جوتے اُتار دو کیونکہ تم اس وقت مقدس جگہ پر ہو۔''

﴿Exodus باب 3 آیت 5﴾

''اپنے جوتے اپنے پیروں سے الگ کر دیں کیونکہ تم اس مقدس مقام پر ہو۔''

﴿Exodus باب 7 آیت 33﴾

مسلمانوں کو بھی حکم ہے کہ مسجد میں داخل ہونے سے قبل جوتے اُتار دیں۔ جوتوں کے تلوے صاف ہونے چاہئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جوتوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہونے اور صلوٰۃ ادا کرنے کی

اجازت دی ہے لیکن اس صورت میں جب جوتے پاک اور صاف ہوں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہودیوں سے مختلف رہو جو ہمیشہ عبادت کے دوران اپنے جوتے اُتار دیتے ہیں۔''

﴿ابوداؤد جلد اوّل، کتاب الصلوٰۃ باب 249 حدیث 652﴾

اسی طرح ابوداؤد نے ایک اور حدیث درج کی ہے:

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے مروی ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ ننگے پیر بھی نماز ادا فرماتے تھے اور پاپوش مبارک پہن کر بھی۔''

﴿ابوداؤد جلد اوّل، کتاب الصلوٰۃ باب 249 حدیث 653﴾

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کیلئے یا تو جوتے اُتار دیئے جائیں یا پھر ان کے تلوے اچھی طرح صاف کر لئے جائیں کیونکہ مسلمان صفائی پسند قوم ہے۔ ہم اپنی عبادت گاہ کو صاف ستھرا رکھتے ہیں۔

اذان

مسلمان نماز سے قبل اذان دیتے ہیں جو نماز ادا کرنے کا اعلان اور دعوت ہے۔ مختلف مذاہب میں عبادت کیلئے پکارنے کے مختلف طریقے ہیں۔ مثال کے طور یہود نماز کیلئے ناقوس کا استعمال کرتے ہیں جس کا ذکر

بائبل میں بھی موجود ہے۔

"اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ چاندی کے دو نقارے بنائے جائیں اور لوگوں کو جمع کرنے کیلئے انہیں استعمال کیا جائے۔"

﴿عہد نامہ عتیق، کتاب نمبر، باب 10، آیات 1-3﴾

عیسائی اس مقصد کیلئے گرجا گھر کی گھنٹیاں استعمال کرتے ہیں۔ بعض اوقات وہ ڈھول بھی استعمال کرتے ہیں۔

اسلام میں انسانی آواز یعنی اذان استعمال کی جاتی ہے۔ جو شخص اذان دیتا ہے اسے مؤذن کہا جاتا ہے۔ انسانی آواز گھنٹیوں اور نقاروں سے زیادہ موزوں اور خوشگوار ہوتی ہے۔ اذان کا تاثر انسانی کان پر زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ بہت سے غیر مسلم صرف اذان سن کر ہی دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اذان سنی جس کی دلکش صدا ان کے دل و دماغ اور روح تک میں اتر گئی اور اس کی اثر آفرینی سے وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بدقسمتی سے آج بمبئی میں جس قدر بھی اذانیں دی جارہی ہیں ان میں وہ مٹھاس اور غنائیت نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں کو متوجہ کرنے کی بجائے لوگوں میں اضطراب کو جنم دیتی ہیں۔

میں تمام مؤذن حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں حرمین شریفین میں دی جانے والی اذان کو بغور سننا چاہیے۔

میں یہاں مثال دوں گا کہ اذان کو کس طرح ہونا چاہیے۔ اذان میں جو ترنم اور غنائیت ہے وہ تو ہے ہی لیکن اس کے علاوہ اذان میں ایک پیغام بھی ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سے غیر مسلم اذان کے پیغام کو نہیں سمجھ سکتے۔

پچھلے دسمبر میں مجھے ایک کانفرنس میں شرکت کیلئے کیرالا جانے کا اتفاق ہوا۔ اس کانفرنس میں ایک غیر مسلم وزیر بھی مدعو تھا جسے مائیک پر خطاب کا موقع دیا گیا اور اس نے مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں چند اچھے جملے کہے۔ اس نے کہا:

"ہم ہندوستانی مسلمانوں پر بے حد فخر کرتے ہیں۔ ہم مغل حکمرانوں پر فخر کرتے ہیں۔ ہم ان کی عظیم الشان تعمیرات پر ناز کرتے ہیں۔ اس بات میں ہرگز تعجب کی بات نہیں کہ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اکبر کی تعریف کرتے ہیں۔"

آپ کو یہ مذاق محسوس ہوگا لیکن یہ ایک عام سی بات ہے کہ بہت سے غیر مسلم خاص طور پر بھارت کے غیر مسلم سوچتے ہیں کہ ہم نعوذ باللہ اذان اور نماز میں شہنشاہ اکبر کی مدح سرائی کرتے ہیں۔

کچھ غیر مسلم مغربی فلموں سے متاثر ہیں جن میں عربی لباس میں ملبوس افراد کو "دہشت گرد" اور ولن کے رُوپ میں دکھایا جاتا ہے۔ وہ جب بھی کارروائی یا حملہ شروع کرتے ہیں بآوازِ بلند "اللہ اکبر" کہتے ہیں۔ اس

بناء پر غیر مسلم سوچتے ہیں کہ "اللہ اکبر" جنگی نعرہ ہے جو وہ غیر مسلموں کو قتل کرنے سے پہلے لگاتے ہیں۔

اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور غیر مسلموں کے ذہن سے اس غلط تصور کو صاف کرنا چاہیے۔ ہمیں اذان کا مفہوم اور پیام انہیں سمجھانا ہے اس لئے انہیں اذان کا ترجمہ سنائیں اور بتائیں کہ اذان میں دراصل کیا پیغام موجود ہے۔

جب ہم اذان پڑھتے ہیں اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم شہنشاہ اکبر کی تعریف کر رہے ہیں یا یہ کوئی جنگی نعرہ ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ سب سے بڑا اور عظیم ہے۔

اذان

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ

آؤ نماز کی طرف!

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ

آؤ نماز کی طرف!

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

آؤ فلاح کی طرف

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

آؤ فلاح کی طرف

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

"حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" کہتے وقت چہرہ دائیں طرف اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہتے وقت بائیں طرف کرنا چاہیے۔ فجر کی اذان میں "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کے بعد دو مرتبہ

اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

نماز نیند سے بہتر ہے

پڑھنا چاہیے، یہ سنت بھی ہے۔

ہمیں غیر مسلموں کو اذان کے کلمات کے معانی بتانے چاہئیں۔

اسلام کا پرچار کرنا، اللہ کا پیغام گوشے گوشے میں پہنچانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

وضو

نماز کی ادائیگی سے قبل وضو کرنا چاہیے۔ یعنی ہمیں اپنے چہرے، ہاتھوں اور پیروں کو دھونا چاہیے۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْاؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُؕ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶

ترجمہ: ”مومنو! جب تم نماز کو کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں کو دھویا کرو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت دھویا کرو، اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیر لیا کرو، اور اپنے پیروں کو ٹخنوں سمیت دھو لیا

کرو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارا بدن
غسل کر کے پاک کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا
کوئی استنجے سے آیا ہو یا تم اپنی بیویوں سے ہم بستر
ہوئے ہو، مگر پانی نہ ملے تو ان چاروں صورتوں میں
تم پاک زمین سے تیمّم کر لیا کرو، یعنی اپنے چہرے
اور دونوں ہاتھوں پر اپنا ہاتھ پھیر لیا کرو اس زمین پر
سے، اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے لیکن وہ یہ
ضرور چاہتا ہے کہ وہ تم کو پاک وصاف رکھے، اور یہ
چاہتا ہے کہ وہ تم پر اپنا انعام پورا کر دے تاکہ تم شکر
ادا کرو۔"

﴿سورہ المائدہ 5 آیت 6﴾

اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ طہارت و پاکیزگی کا پورا پورا
خیال رکھے اور نماز ادا کرنے سے قبل مسنون طریقے سے وضو کرے۔

یہی پیغام بائبل کے اندر بھی موجود ہے:

"موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اپنے ہاتھ، پاؤں
اور چہرے دھوتے تھے اور اس کے بعد عبادت گاہ
میں داخل ہوتے اور جب قربان گاہ پر پہنچتے تو اسے
اللہ کے حکم کے مطابق دھوتے۔"

﴿Exodus، باب 40، آیت 31-32﴾

"پال ان لوگوں کو ساتھ لے گیا اور اگلے روز اس
نے خود کو پاک کیا اور گرجا میں داخل ہوا۔"

﴿Acis، باب 21، آیت 26﴾

مسلمان وضو کرتے ہیں۔ اپنے بدن کو دھوتے ہیں۔ نماز سے قبل وضو کرنا ایک ذہنی اور نفسیاتی تیاری بھی ہے۔ اللہ کے حضور حاضری سے قبل پاک وصاف ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ہم اللہ کے حکم کے مطابق پاکیزگی کا خیال رکھتے ہیں۔

"زمین میرے اور میرے پیروکاروں کے سجود کیلئے
بچھائی گئی ہے اور یہ مسجد ہے۔"

﴿صحیح بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب الصلوٰۃ،
باب 56 حدیث 429﴾

مسجد سے مراد ہے سجدے کی جگہ۔ اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ پوری زمین مسلمانوں کیلئے مسجد کا مقام رکھتی ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ جس جگہ آپ نماز ادا کریں وہ پاک وصاف ہو اور وہاں کسی قسم کی ظاہری یا پوشیدہ آلائش نہ ہو۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب
صحابہ کرام نماز کی ادائیگی کیلئے کھڑے ہوتے تو ان
کے شانے ایک دوسرے کے شانوں سے مس
ہوتے تھے اور پیر ایک دوسرے کے پیروں سے

جڑے ہوتے۔"

﴿صحیح بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب الاذان،

باب 75، حدیث 692﴾

اسی پیام کو کتاب الصلوۃ میں بھی دہرایا گیا ہے۔

"نماز شروع کرنے سے پہلے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صفیں درست کرلیں، کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں، درمیانی فاصلہ ختم کریں اور شیطان کے گھسنے کیلئے جگہ نہ چھوڑو۔"

﴿سنن ابوداؤد شریف، کتاب الصلوۃ،

باب 245، حدیث 666﴾

نبی کریم ﷺ اس شیطان کی بات نہیں کررہے تھے جسے آپ اونیڈا ٹی وی پر مزاحیہ خاکوں میں دیکھتے ہیں جس کے دو سینگ اور ایک دم ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ جس شیطان کی بات کررہے تھے وہ نسلی ولسانی امتیاز، اونچ نیچ، تعصب، امارت کا شیطان ہے۔

نماز کے وقت گورے اور کالے، امیر اور غریب، شاہ اور گدا میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ آپ کا تعلق خواہ کسی نسل یا خاندان سے ہو جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ کے حضور سب اس کے بندے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔

نماز کے مقصد کو اگر انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے تو یہ

یوں ہوگا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

ترجمہ: "ہم تمہارے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لئے ہم تم کو اسی قبلہ کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے کہ اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کیا کرو، اور تم سب جہاں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی کی (یعنی مسجد حرام ہی کی) جانب کیا کرو اور اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ حکم بالکل ٹھیک اور ان کے رب کی طرف سے ہے اور اللہ ان کی تمام کارروائیوں سے با خبر ہے، اور خوب جانتا ہے۔"

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت: 144﴾

اس سے ظاہر ہوا کہ نماز کے وقت قبلہ یعنی مسجد حرام کی طرف رُخ کرنا لازمی ہے۔ بھارت میں مسلمان مغرب کی طرف رُخ کرکے

نماز ادا کرتے ہیں کیونکہ یہاں سے خانہ کعبہ اسی سمت میں بنتا ہے۔ اگر میں بھارت میں سفر کر رہا ہوں اور کسی ہندوستانی سے پوچھتا ہوں کہ قبلہ کس طرف ہے تو میں اس سے اس طرح نہیں پوچھوں گا بلکہ اس سے پوچھوں گا کہ مشرق کس طرف ہے اور پھر میں اس کی مخالف سمت یعنی مغرب کا تعین کرلوں گا۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ مجھے مغرب یا مشرق کی طرف رخ کر کے عبادت کرنی چاہیے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝

ترجمہ: "(اے مسلمانو!) ساری نمازوں کو بڑی پابندی سے ادا کرتے رہا کرو خصوصاً بیچ کی نماز (عصر کا بڑا) التزام کیا کرو اور اللہ کے سامنے بڑے ادب سے کھڑے رہا کرو۔"

﴿سورۃ بقرہ 2 آیت 238﴾

جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوں تو پوری دلجمعی سے نماز پڑھیں اور دماغ کو نماز میں مرکوز رکھیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ نماز کے دوران نہایت ادب و احترام سے کھڑے رہیں۔ ہر نماز میں سورۃ فاتحہ لازمی طور پر پڑھیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ کو سات آیات (سورۃ فاتحہ) عطا کیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن عنایت کیا۔''

﴿سورۃ الحجر 15 آیت 87﴾

یہ بار بار دہرائی جانے والی سات آیات سورۂ فاتحہ ہے۔ سورۂ فاتحہ کو قرآن کا دماغ کہا جاتا ہے۔ قرآن کا باقی حصہ بڑا قرآن' کہلاتا ہے۔ ہر نماز میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت لازمی ہے۔

لفظ ''رکوع'' جس کا مطلب جھکنا ہے قرآن پاک میں 13 مقامات پر اور ''سجود' جو نماز کا سب سے اعلیٰ عمل ہے قرآن میں 92 مقامات پر آیا ہے اور قرآن پاک کی 32 مختلف سورتوں میں اس کا ذکر ہے اور ایک سورۃ کا نام ہی السجدہ ہے۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

ترجمہ: ''اے مریم فرمانبرداری کرتی رہو، اپنے رب کی، اور سجدہ کیا کرو، اور رکوع کیا کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

﴿سورۂ آلِ عمران 3، آیت 43﴾

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! رکوع کرتے رہو، اور سجدہ کرتے رہو اور اپنے رَبّ کی عبادت کرتے رہو، اور نیک کام کیا کرو، تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

﴿سورۂ حج 22، آیت: 77﴾

اللہ کو ہر نبی اور رسول نے سجدہ کیا ہے، رکوع کیے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ بائبل میں بھی یہ پیغام موجود ہے۔

''ابراہیم نے سجدہ کیا۔''

﴿Genesis باب 17 آیت 3﴾

''موسیٰ اور ہارون سجدے میں گر پڑے۔''

﴿نمبرز باب 20 آیت 6﴾

''جوشوا نے سجدے کیلئے اپنا چہرہ زمین پر رکھ دیا اور عبادت کی۔''

﴿جوشوا باب 5 آیت 14﴾

گوسپل آف میتھیو میں بھی اس کا ذکر موجود ہے:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام باغ میں رقم حاصل کرنے گئے چند قدم چل کر سجدہ ریز ہو گئے اور اللہ کی عبادت

کی۔"

﴿گوسپل آف میتھیو باب 26 آیت 39﴾

ہر پیغمبر نے نماز ادا کی اور اس میں رکوع وسجود کیے۔ بائبل میں ہے کہ اپنا چہرہ جھکا دو اور اللہ کی عبادت کرو۔ چونکہ دماغ کلی طور پر ہمارے اختیار میں نہیں ہوتا اس لئے سجود کا مقصد دماغ کو عاجزی سکھانا ہے اور اسے عاجزی سکھانے کیلیے وجود کو جھکنا اور سجدہ ریز ہونا پڑتا ہے۔ اس کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے کہ جسم کا سب سے بلند حصہ یعنی پیشانی جسکے پیچھے دماغ کا اہم حصہ ہوتا ہے پست ترین زمین پر رکھ کر کہا جائے:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

پاک ہے میرا پروردگار بہت بلند

جہاں تک اس طرح کے سوالات ہیں کہ نماز کس طرح ادا کی جائے تو قرآن پاک میں آتا ہے۔ "اطیعو اللّٰہ و اطیعو الرسول"، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

نماز میں بھی نبی کریم ﷺ کی پیروی کریں اور آپ کی سنت پر عمل کریں۔

قرآن پاک میں آتا ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾

ترجمہ: "آپ فرما دیجئے کہ اللہ اور رسول (ﷺ) کا حکم

مانو، اگر وہ لوگ اعراض کریں تو اللہ بھی کافروں سے دوستی نہیں کرتا۔"

﴿سورۃ آل عمران 3، آیت: 32﴾

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾

ترجمہ: "اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کیا کرو، تا کہ تم پر اللہ کی رحمت ہو۔"

﴿سورۃ آل عمران: 3 آیت: 132﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾

ترجمہ: "مومنو! تم اللہ کا کہا مانو، رسول کا کہا مانو، تم میں جو حاکم ہوں اُن کا کہا مانو، اگر تم میں باہم کوئی نزاع ہو تو تم اس کو اللہ اور رسول کے حوالہ کر دو، اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو، یہ سب امور بہتر ہیں، اور اُن کا انجام بھی خوشتر ہی ہے۔"

﴿سورۃ النسا 4 آیت: 59﴾

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٩٢﴾

ترجمہ: "اور اللہ کی اطاعت اور رسول کی فرمانبرداری کرتے

رہو اور ڈرتے رہو، اور اگر تم منہ پھیرو گے تو جان لو
کہ ہمارے رسول پر تو صرف پیغام کا صاف صاف
پہنچا دینا ہے۔"

﴿سورۃ المائدہ:5 آیت: 92﴾

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

ترجمہ: "یہ آپ سے مالِ غنیمت کے بارے میں دریافت
کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے، یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور
رسول کی ہیں پس تم ڈرو اللہ سے اور اپنے باہمی
تعلقات کو درست رکھو، اور اللہ اور اللہ کے رسول کی
فرمانبرداری کرو، اگر تم یقین رکھتے ہو۔"

﴿سورۃ الانفال:8 آیت:1﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا
عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ⑳

ترجمہ: "مومنو! اللہ کا کہا مانو، اور اس کے رسول کا کہا مانو،
اور اس کا کہا ماننے سے رُوگردانی نہ کرو، اور تم سن
لیتے ہی ہو۔"

﴿سورۃ الانفال:8 آیت:20﴾

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٤٦﴾

ترجمہ: "اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کیا کرو اور آپس میں جھگڑے نہ کیا کرو، ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی قوت برداشت پیدا کیا کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

﴿سورۃ الانفال:8 آیت:46﴾

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے، اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر منہ موڑو گے، تو رسول پر اس چیز کا ادا کرنا ہے جو اُن کے ذمے ہے اور تم پر اس چیز کا ادا کرنا ہے جو تمہارے ذمے ہے، اور اگر تم اُن کے حکم پر چلو گے تو تم سیدھا راستہ پا لو گے، اور رسول کے ذمے تو صرف صاف صاف احکام کا پہنچا دینا ہے۔"

﴿سورۃ النور:24 آیت:54﴾

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

ترجمہ: ''اور نماز پڑھتے رہنا اور زکوٰۃ ادا کرتے رہنا، اور رسول کی فرمانبرداری کرتے رہنا، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿سورۃ النور: 24 آیت: 56﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝

ترجمہ: ''اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔''

﴿سورۃ محمد: 47 آیت: 33﴾

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: ''کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ رسول سے سرگوشی کرنے سے پہلے خیرات کر دیا کرو، پھر جب تم نے اس کو نہیں کیا تو اللہ نے تم کو معاف کر دیا، تو تم نماز پابندی سے پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو کچھ تم

کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔"

﴿سورۃ مجادلہ:58 آیت:13﴾

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

ترجمہ: "اور اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم منہ پھیر لو گے تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے۔"

﴿سورۃ التغابن:64 آیت:12﴾

ان سب آیات کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو۔ نماز کی دیگر تفصیلات کیلئے نبی کریم ﷺ کے نمونہ پر عمل کریں۔

صحیح بخاری جلد اوّل، کتاب اذان باب 18 حدیث 604 اور صحیح بخاری جلد نہم، حدیث 352 میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"نماز ادا کرو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔"

لہٰذا نماز کی جزئیات کیلئے صحیح احادیث شریف سے رہنمائی حاصل کریں۔

الصلوٰۃ، اسلام کا اہم ترین ستون ہے اس کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

ترجمہ: "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو تو محض اپنی

عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔''

﴿سورۃ الزاریات 51، آیت 56﴾

جن وانسان کی تخلیق ہی عبادت کیلئے ہوئی ہے اور عبادہ عربی کا لفظ ہے جس کا مادہ عبد ہے جس کا مطلب 'غلام' ہے۔ ہر غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنے آقا کا مطیع وتابع فرمان رہے۔ ہر انسان اللہ کا غلام ہے۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے۔ جس لمحے آپ اللہ کے احکامات پر عمل کرنا شروع کرتے ہیں اسی لمحے سے آپ عبادت کر رہے ہیں۔

اگر آپ ان چیزوں سے دور رہتے ہیں جن سے دور رہنے اور بچنے کا اللہ نے حکم دیا ہے تو آپ عبادت کر رہے ہیں۔

بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ عبادت صرف نماز ہی کا نام ہے۔ اصل میں نماز عبادت کی ایک اہم شکل ہے لیکن عبادت کی یہ واحد صورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل درآمد کرنا عبادت ہے اور نماز اس کی ایک خاص اور اہم شکل ہے۔ صلوٰۃ کا ایک مطلب اطاعت بھی ہے۔ اگر آپ نماز ادا کرتے ہیں تو یہ اطاعت کی نشانی ہے کیونکہ اللہ نے انسان کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ ہر مسلمان کو علم ہونا چاہیے کہ وہ نماز میں کیا پڑھ رہا ہے اور ان آیات میں اللہ اسے کیا حکم دے رہا ہے۔ اسے قرآن پاک کی تلاوت بھی کرنی چاہیے اور

اس کے مفاہیم پر غور کرنا چاہیے۔ چونکہ قرآن پاک عربی زبان میں ہے اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کا ترجمہ اس زبان میں پڑھے جس پر اسے عبور ہے۔

نماز انسانی زندگی کا ضابطۂ اخلاق ہے اور ہر مسلمان اپنے دن کا آغاز نمازِ فجر سے کرتا ہے۔ اس نماز کی اذان میں مؤذن "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" "یعنی" "نماز نیند سے بہتر ہے" کے الفاظ کا اضافہ کرتا ہے۔ لہٰذا ایک صحیح مسلمان اس آواز پر نماز کیلئے مسجد کا رُخ کرتا ہے۔ مسلمان کے دن کا آغاز نمازِ فجر سے ہوتا ہے اور اس کے دن کا اختتام نمازِ عشاء پر ہوتا ہے۔ نماز سے سماجی اور معاشرتی اقدار بھی پروان چڑھتی ہیں اور معاشرہ ترقی پاتا ہے۔ باجماعت نماز سے بھائی چارے کو فروغ ملتا ہے۔ مساوات اور اتحاد کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یک جہتی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب ایک معاشرے کے لوگ ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو انہیں ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہی ہوتی ہے اور وہ مختلف حوالوں سے ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ ان میں محبت و یگانگت کے احساسات و جذبات بڑھتے ہیں۔

یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے

پیدا کیا ہے، اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ
ایک دوسرے کو شناخت کرو اللہ کے نزدیک تم میں
زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار
ہو بلاشبہ اللہ خوب جاننے والا باخبر ہے۔"

﴿سورہ الحجرات 49 آیت 13﴾

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب انسان برابر ہیں اور عزت والا وہ ہے جو تقویٰ والا ہے یعنی متقی اور پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ علیم وخبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نسل، زبان، رنگ، شکل وشباہت، دولت وامارت، سیاست وسیادت بڑائی کے معیار نہیں ہیں بلکہ اللہ کے نزدیک معیار صرف تقویٰ ہے۔

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ

ترجمہ: "جو لوگوں کے سامنے اور پس پشت عیب بیان کرتا ہے اس کے لئے بہت خرابی ہے۔"

﴿سورۃ الہمزہ 104، آیت 1﴾

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّن قَوۡمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُواْ خَيۡرًا
مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيۡرًا مِّنۡهُنَّۖ وَلَا تَلۡمِزُوٓاْ
أَنفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُواْ بِٱلۡأَلۡقَٰبِۖ بِئۡسَ ٱلِٱسۡمُ ٱلۡفُسُوقُ بَعۡدَ
ٱلۡإِيمَٰنِۚ وَمَن لَّمۡ يَتُبۡ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۞ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ
ءَامَنُواْ ٱجۡتَنِبُواْ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعۡضَ ٱلظَّنِّ إِثۡمٌۖ وَلَا تَجَسَّسُواْ

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: ''اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں ہی عورتوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے وہ اُن سے بہتر ہوں، اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو، اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے، اور جو توبہ نہ کریں تو وہ ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے بچا کرو، کہ بعض گمان گناہ ہیں، اور ایک دوسرے کے بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، بلاشبہ اللہ خوب توبہ قبول کرنے والا رحم والا ہے۔''

﴿سورۃ الحجرات 49 آیت 11-12﴾

قرآن پاک میں غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے اس لئے ہر مسلمان کو ہر حال میں غیبت سے بچنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مردہ بھائی کا گوشت کھانا دہرا گناہ ہے۔

انسانی گوشت کھانا گناہ ہے۔

اور آدم خور جو انسانی گوشت کھاتے ہیں وہ بھی اپنے بھائی کا گوشت نہیں کھاتے۔

کسی کی غیبت کرنا بھی ایسا ہی ہے۔ پھر کسی کے بارے میں بلا ثبوت کوئی بات کہنا، تہمت لگانے کے مترادف ہے اور سخت گناہ کی بات ہے۔ لیکن کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کرنا دہرا گناہ ہے۔

اللہ اس کی ممانعت فرماتا ہے اور اس سے بچنے کی تلقین فرماتا ہے۔

صلوٰۃ سے سچ کو فروغ ملتا ہے۔ کاروبار میں دیانت داری آتی ہے اور روزمرہ معاملات میں انسان ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور حسنِ اخلاق سے پیش آتا ہے۔ جھوٹ اور دھوکہ دہی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: ”(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اس کتاب کو پڑھا کیجئے، جو آپ پر وحی کی گئی ہے، اور نماز کی پابندی کیجئے، یقیناً نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے

روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے، اور جو کچھ تم
کرتے ہو اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔"

﴿سورۃ العنکبوت 29 آیت 45﴾

لہٰذا اس بات میں ہرگز شک نہیں کہ نماز بری باتوں اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

ترجمہ: "اور فرما دیجئے کہ حق آ گیا ہے، اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل مٹنے ہی کیلئے ہے۔"

﴿سورۃ بنی اسرائیل 17، آیت نمبر 81﴾

نماز ہمیں سچ کی تلقین کرتی ہے۔ یہی پیغام سورۃ بقرہ میں بھی ہے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾

ترجمہ: "اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور تم جانتے بوجھتے حق کو مت چھپاؤ، اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

﴿سورۃ البقرہ 2، آیت 42-43﴾

قرآنِ پاک ہمیں حق و صداقت کا درس دیتا ہے، ہمیشہ سچ بولنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو اور نہ اس کو حاکموں کے پاس پہنچاؤ کہ ناجائز طور پر لوگوں کے مال کا کوئی حصہ کھا جاؤ، اور تم کو علم بھی ہو۔''

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت 188﴾

مسلمان کو دوسرے لوگوں کی چیز کسی طور بھی نہیں لینی چاہیے اور کسی کا حق نہیں چھیننا چاہیے اور حق چھیننے کیلئے ججوں کو رشوت نہیں دینی چاہیے۔ رشوت کی اسلام میں سختی سے ممانعت ہے۔

لہٰذا نماز ہی وہ پروگرامنگ ہے جس میں انسان کی اخلاقی و روحانی تربیت ہوتی ہے۔ نماز سچائی کی زندگی گزارنے کا راستہ دکھاتی ہے اور قرآن امن قائم کرنے کے طریقے بتاتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: ''جو ایمان لے آئے ہیں اور ان کے دل اللہ کی یاد سے سکون پاتے ہیں، سن لو کہ اللہ کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔''

﴿سورہ الرعد 13، آیت 28﴾

یعنی جب آپ اللہ کو یاد کرتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں تو آپ ایک پر امن اور پر سکون زندگی بسر کرتے ہیں اور دل و دماغ کو طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ کے ساتھ رابطے کا بہترین ذریعہ نماز ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

ترجمہ: ''اے مومنو! تم صبر اور نماز کے ذریعہ میری مدد حاصل کرو، بلاشبہ اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔''

﴿سورۃ البقرہ 2، آیت: 153﴾

اللہ صابرین کا ساتھ دیتا ہے، اس لئے انسان کو مشکلات اور مصائب میں صبر اور نماز سے کام لینا چاہیے۔

نماز کے فوائد

اس کے علاوہ نماز کے جسمانی، روحانی اور معاشرتی فوائد بھی ہیں۔ نماز صحت وتندرستی کا ذریعہ بھی ہے اور اس کے طبی فوائد بھی ہیں۔

رکوع

نماز میں جب ہم رکوع کرتے ہیں تو بالائی جسم میں خون کا بہاؤ

زیادہ ہو جاتا ہے۔ جس سے ریڑھ کی ہڈی اور شریانوں کو سکون ملتا ہے۔ اس سے درد کا احساس کم ہو جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی اہم انداز یا آسن ہے۔ جب رکوع سے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ خون جو بالائی جسم میں داخل ہو گیا تھا واپس اپنے مقام کی طرف جاتا ہے اور جسم کو سکون محسوس ہوتا ہے۔

سجدہ

اسی طرح جب انسان سجدہ ریز ہوتا ہے اور اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے جو نماز کا حاصل ہے۔ انسان کے اعصاب میں ایک برقی چارج ہوتا ہے جو اس کے نروس سسٹم کو کنٹرول کرتا ہے جب سجدہ کیا جاتا ہے تو زائد برقی چارج زائل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ چارج زائل نہ ہو تو اعصاب مضمحل رہیں اور سردرد وغیرہ کی شکایت بھی ہو۔

اس بات میں شک نہیں کہ لوگ باقاعدگی سے مسکن ادویات اور درد کش گولیاں استعمال کر کے اعصابی تناؤ اور سر درد کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن سجدے کے دوران یہ فالتو برقی چارج از خود زائل ہو جاتا ہے۔

مثال کے طور پر آپ بڑی برقی اشیاء کا مشاہدہ کریں۔ عام طور پر ان کے پلگ تین پن والے ہوتے ہیں۔ تیسری پن اور تار ارتھ کیلئے ہوتی ہے۔ اسی طرح جب آپ سجدہ کرتے ہیں تو جسم کا مرکزی حصہ یعنی

پیشانی زمین پر رکھتے ہیں جس سے فالتو برقی چارج زائل ہو جاتا ہے۔ نیز دماغ کے سوچنے کی صلاحیت اس کے مرکزی اور نچلے حصے میں ہوتی ہے۔ جب ہم سجدہ کرتے ہیں تو دماغ کی طرف خون کا بہاؤ زیادہ ہو جاتا ہے جس سے دماغی صحت بہتر ہوتی ہے۔

سجدے کے دوران دماغ اور گردن کی طرف خون کا بہاؤ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس سے چہرے میں بھی خون کا بہاؤ تیز ہوتا ہے جو خصوصاً سرد موسم میں نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ سائیروسائٹس جیسی بیماریوں کو روکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی پیچیدہ بیماریوں کا سدِ باب ہو جاتا ہے۔ انسان فطری طور پر سیدھا کھڑا ہوتا اور سیدھا چلتا ہے جب کہ اس کا مخرج اوپر ہوتا ہے جب تک انسان جھکتا نہیں اس کے بدن سے زائد برقی چارج زائل نہیں ہوتا۔ لہٰذا سجدے کو یوں تشبیہ دی جاسکتی ہے جیسے ایک بھرے ہوئے پیالے کو الٹا کر انڈیل دینا۔ اس سے مضر اور نقصان دہ اجزا باہر بہہ جاتے ہیں۔ یہ ایک فطری علاج ہے اور اس کے بعد دماغی اور نفسیاتی عوارض کا اندیشہ نہیں رہتا۔

اس کے علاوہ خوراک و سانس کی نالی میں تکالیف، ناک کے عوارض اور دیگر کئی قسم کی بیماریوں سے بھی افاقہ ہوتا ہے اس لئے سجدہ جہاں اللہ کے آگے اظہارِ عجز کا نام ہے وہیں یہ ایک خاص علاج بھی ہے۔ یہ سانس کی نالی میں نزلے کے گرنے کو روکتا ہے۔ بیکٹیریا اور گردوغبار سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا تدارک بھی اس پوزیشن سے

ممکن ہے۔

عام طور پر جب ہم سانس لیتے ہیں تو پھیپھڑوں کا صرف دو تہائی حصہ فعال ہوتا ہے اور سانس کے عمل میں حصہ لیتا ہے۔ ایک تہائی ہوا اس میں موجود رہتی ہے اور ایک تہائی داخل اور خارج ہوتی رہتی ہے۔ یہ ہوا ''مستقل'' ہوتی ہے لیکن جب سجدہ کیا جاتا ہے تو معدہ اور پیٹ کے اعضا کا دباؤ ڈایا فرام پر پڑتا ہے اور ڈایا فرام پھیپھڑوں کے نچلے حصے کو جس میں ایک تہائی ہوا مستقل ہوتی ہے پر دباؤ ڈال کر اس ہوا کو دھکیل کر باہر نکلنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ جب یہ محبوس ہوا باہر نکل جاتی ہے تو اس کی جگہ تازہ ہوا بھر جاتی ہے جس سے پھیپھڑے تندرست رہتے ہیں۔

سجدے کی حالت میں کشش ثقل کی بناء پر پیٹ کے عضلات بھی کھنچتے ہیں اور پیٹ متناسب ہو جاتا ہے۔

سجود اور رکوع بہت سی بیماریوں کی روک تھام کیلئے نہایت مناسب انداز ہیں۔ سجدہ انسانی عوارض کا ایک قدرتی علاج ہے۔ سجدے سے پیٹ اور زیریں جسم کی بیماریاں بھی ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ اس دوران ٹانگیں کھنچتی ہیں اور اعصاب کو سکون ملتا ہے۔ ٹانگ کی شریانیں کھلتی ہیں اور جسم میں خون کا بہاؤ درست ہو جاتا ہے اور بلند فشار خون یا کم فشار خون کا مسئلہ نہیں رہتا یعنی بلڈ پریشر متوازن ہو جاتا ہے۔

سجدے کی حالت میں گھٹنے زمین پر ہوتے ہیں، ہاتھ اور پیشانی بھی زمین پر ہوتی ہے۔ یہ حالت ریڑھ کی ہڈی کیلئے بہت ہی مفید ہے اور

اس سے مہرے اور مہروں کی چپنیاں صحیح طور پر کام کرنے لگتی ہیں۔

سجدہ امراضِ قلب کیلئے بھی مفید ہے اور مریض کو اس مرض میں افاقہ ہوتا ہے۔

جب ایک مؤمن سجدہ سے سر اُٹھاتا ہے تو وہ خون جو بالائی جسم میں چلا گیا تھا واپس آتا ہے اور جسم کو سکون محسوس ہوتا ہے۔ زائد خون کے بہاؤ سے اعصاب اور عضلات کو کافی حد تک سکون ملتا ہے۔ نیز نظام ہضم کے افعال کیلئے بھی سجدہ کرنا اور پھر اٹھنا نہایت مفید ہوتا ہے۔ السر اور معدے کے دوسرے امراض میں بھی اس سے فرق پیدا ہوتا ہے اور صحت بتدریج بحال ہوتی چلی جاتی ہے۔

جب انسان سجدہ سے اٹھتا ہے اور سیدھا کھڑا ہوتا ہے تو اس کا وزن پیروں پر پڑتا ہے۔ جس سے ٹانگوں، کمر اور کندھوں کے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں۔

نماز پڑھنے کے ان گنت جسمانی اور طبی فوائد ہیں۔ لیکن مسلمان ان طبی فوائد کے پیشِ نظر نماز ادا نہیں کرتے۔ یہ تو اضافی فوائد ہیں ورنہ مؤمن کا مطمع نظر اور نماز ادا کرنے کا مقصد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا ہے۔ ہم نماز میں اللہ سے ہدایت طلب کرتے ہیں۔ اس کی خوشنودی کی خاطر نماز پڑھتے ہیں۔ اس لئے نماز ادا کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

ایک شخص سوال کر سکتا ہے کہ بعض مسلمان اگرچہ پانچ وقت نماز

ادا کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے کردار میں اعلیٰ انسانی اوصاف نظر نہیں آتے۔ جبکہ آپ کے نزدیک صلوٰۃ راہِ ہدایت سکھاتی ہے۔ چند مسلمان پانچوں اوقات بڑی باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں صراطِ مستقیم پر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس سوال کا جواب قاری اشرف محمدی صاحب اس پروگرام کے شروعات میں کلامِ پاک کی تلاوت میں دے چکے ہیں:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ: ”تحقیق ان ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی، جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے پرہیز کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، مگر اپنی منکوحہ بیویوں

سے یا اپنی باندیوں سے کیونکہ ان پر کوئی ملامت
نہیں، پس جو ان کے علاوہ کے طالب ہوں وہ حد
سے آگے بڑھنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور
اقرار کا لحاظ کرنے والے ہیں، جو اپنی نمازوں کی
نگہبانی کرتے ہیں، تو ایسے لوگ وارث ہونے
والے ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ
ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"

﴿سورۃ المؤمنون 23، آیات 1 تا 11﴾

خاشعون "خاشع" سے ماخوذ ہے جس سے مراد خشوع وخضوع ہے یعنی وہ لوگ جو عاجزی سے نماز ادا کرتے ہیں انہیں اس نماز کے فوائد حاصل ہوں گے۔ لیکن وہ لوگ جو ایک معمول کی طرح خودکار طریقے سے نماز ادا کرتے ہیں اور اپنی نماز سے غافل ہوتے ہیں انہیں نماز سے وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے جو ان نمازیوں کو حاصل ہوتے ہیں جو نماز کو صحیح طور پر ادا کرتے ہیں۔

یہ چند نمازی جو نماز کو محض رسمی طور پر ادا کرتے ہیں نماز کے اثرات اور فوائد سے محروم رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کی توجہ نماز میں نہیں ہوتی اور وہ اسے عبادت سمجھ کر نہیں بلکہ عادت کے تحت پڑھتے ہیں۔ عجز و نیاز کی کمی سے ان کی نماز کھوکھلی رہ جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نماز کے کلمات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ بھی

دہرایا جائے اور اللہ کے احکامات سمجھے جائیں اس طرح نماز میں اثر پیدا ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر امام نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص کی قرأت کرتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ: "کہہ دیجیے اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، اور کوئی اس کا ثانی وہمسر نہیں۔"

﴿سورۃ الاخلاص 112، آیات 1 تا 4﴾

اب تمام مسلمان جو نماز ادا کرنے مسجد میں آتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اللہ کی وحدانیت پر ان کا ایمان ہے۔ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اللہ کے سوا بھی کوئی خدا ہے۔ امام جو کچھ انہیں کہہ رہا ہے وہ ان کی ہدایت کیلئے ہے اور انہیں اللہ کا پیغام دے رہا ہے کہ 'کہہ دیجئے! اللہ ایک ہے۔'

اب یہاں یہ حکم ہے کہ جو اللہ کی وحدانیت پر یقین نہیں رکھتے، جاؤ کہہ دو ان لوگوں سے کہ اللہ ایک ہے۔

اکثر مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور نماز ختم کرنے کے فوراً بعد وہ اس پیام کو بھول جاتے ہیں جو انہیں نماز میں دیا گیا ہے۔ ان پر نماز کے

بعد نماز کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہ اس پیام کو نہیں جانتے اور جب پیام کو جانتے ہی نہیں ہیں تو اس کا آگے ابلاغ کیسے کریں گے۔

آپ کو اللہ کے احکامات پر عمل کرنا چاہیے تا کہ آپ کو نماز کے فوائد حاصل ہو سکیں۔

مثال کے طور پر اگر آپ کا ایک ملازم ہے اور وہ وقت کا بہت پابند ہے اور باقاعدگی سے اپنی ڈیوٹی پر آتا ہے۔ وہ صبح کے وقت دفتر میں آتا ہے اور آپ کی تعریف کرتا ہے لیکن جب اسے کوئی کام کہتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں کہ وہ آپ کو ایک گلاس پانی دے دے۔ لیکن وہ تعریف ہی کیے جاتا ہے۔

آپ پانی مانگ رہے ہیں اور وہ آپ کی تعریف کیے جا رہا ہے۔

آپ گھنٹی بجاتے ہیں تو وہ بھاگتا ہوا آتا ہے۔ ''جی آقا!''

آپ کہتے ہیں:

''یہ ایک انتہائی اہم اور فوری خط ہے اسے میرے دوست تک پہنچا دو۔''

لیکن ملازم دفتر میں ہی بیٹھا رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے:

''میں اپنے مالک کا مطیع و فرمانبردار ہوں''

''میرا آقا عظیم ہے''

آپ کیا کریں گے؟

اسے ترقی دیں گے!!

بونس دیں گے!!!

یا آپ اسے نوکری سے نکال باہر کریں گے؟؟

بالکل اسی طرح یہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اللہ کے احکامات کی پیروی کرے اور اگر وہ صرف نمازیں ہی پڑھتا چلا جائے اور احکامات پر عمل نہ کرے تو یہ عمل کافی نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر ایک بیمار، ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، ڈاکٹر اسے نسخہ لکھ دیتا ہے۔ اس میں لکھتا ہے کہ تمہیں یہ گولیاں پانچ دن کھانا ہوں گی۔

مریض اس نسخے کو بڑی عقیدت اور احترام سے لیتا ہے اور کسی مذہبی فریضے کی طرح دن میں تین بار پڑھتا ہے لیکن اس نسخے میں جو پیام ہے اس پر عمل نہیں کرتا۔ وہ گولیاں نہیں کھاتا۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کی بیماری ٹھیک ہو جائے گی؟

لہٰذا نماز سے مکمل فائدے کیلئے آپ کو چاہیے کہ نماز میں دیئے جانے والے احکامات پر عمل کریں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض افراد نماز تو پڑھتے ہیں مگر انہیں نماز سے وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے جو دوسروں کو ہوتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۂ ماعون میں فرماتا

ہے:

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

ترجمہ: ''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یہ وہی (بد بخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور فقیر کو کھانا کھلانے کیلئے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا۔ تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ جو ریا کاری کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیزیں عاریۃً نہیں دیتے۔''

﴿سورۃ الماعون 107، آیات 1 تا 7﴾

یعنی بعض لوگ صرف دوسروں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کو یہ دکھاوا پسند نہیں ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

ترجمہ: ''بلاشبہ منافق لوگ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں، وہ اس چال کی ان کو سزا دینے والا ہے، اور جب وہ نماز کو

کھڑے ہوتے ہیں تو بہت کاہلی کے ساتھ کھڑے
ہوتے ہیں، صرف آدمیوں کو دکھاتے ہیں، اور اللہ کا
ذکر نہیں کرتے، مگر بہت ہی مختصر۔"

﴿سورہ النساء4 آیت:142﴾

یعنی منافق اللہ کی حمد وثنا کیلئے نماز نہیں پڑھتے ہیں بلکہ وہ صرف اوروں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہایت کم کرتے ہیں۔

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ دن میں پانچ بار نماز ادا کرے۔ اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور کسی کو اس فرض کی ادائیگی معاف نہیں ہے۔

جب حالتِ سفر میں ہوں تو تب بھی نماز کی ادائیگی لازمی ہے تاہم اس میں اللہ نے کمی کی اجازت دی ہے یعنی مختصر نماز (قصرِ نماز) پڑھنے کا حکم ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝

ترجمہ: "اور جب تم زمین میں سفر کرو تو اس میں تم کو کوئی
گناہ نہیں کہ تم نماز میں کمی کر دو اگر تم کو اندیشہ ہو کہ
کافر تم کو پریشان کریں گے، بلاشبہ کافر تمہارے کھلے

دشمن ہیں۔"

﴿سورہ النسا4 آیت: 101﴾

یعنی دوران سفر آپ چار رکعت نماز کی بجائے دو رکعت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ نمازِ ظہر اور عصر اور نماز مغرب وعشاء کو آپ اکٹھا بھی کر سکتے ہیں۔ اللہ نے یہ رعایت اپنے بندوں کو دی ہے مگر نماز سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے یہاں تک کہ میدان جنگ میں بھی نماز کی ادائیگی فرض ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو طریقہ بتایا ہے کہ میدان جنگ میں کس طرح نماز ادا کرنی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا۟
أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا۟ فَلْيَكُونُوا۟ مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ
يُصَلُّوا۟ فَلْيُصَلُّوا۟ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا۟ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ وَدَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟
لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَٰحِدَةً ۚ وَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَن تَضَعُوٓا۟
أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا۟ حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

ترجمہ: "اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو ایک گروہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دوسرا ہتھیار لے لے (حفاظت کرے) پھر

جب یہ سجدہ کریں تو یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی، آ کر نماز ادا کرے آپ کے ساتھ اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں، کافر یہ چاہتے ہیں اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یک بارگی حملہ کر دیں، اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو جاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے ہتھیار اُتار رکھو، اور اپنا بچاؤ کر لو، بلاشبہ اللہ نے کافروں کیلئے اہانت آمیز سزا مہیا کر رکھی ہے"

﴿سورہ النساء4، آیت:102﴾

قرآن پاک میں سورۂ بقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾

ترجمہ: "اگر تم کو خوف ہو تو تم خواہ پیدل ہو یا سوار ہو (جس حال میں ہو نماز پڑھ لو) جب تم پر سکون ہو تو تم اللہ کو یاد کیا کرو جس طرح اللہ نے تم کو سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔"

﴿سورۃ البقرہ2 آیت:239﴾

قرآن پاک کے مطابق جنگ، خطرات اور سفر کی حالتوں میں

بھی نماز کا حکم ہے۔

قرآن پاک میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ: ''پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جاؤ، کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی، اور جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو قاعدہ کے موافق پڑھو، بیشک نماز مسلمانوں پر مقررہ اوقات پر فرض ہے۔''

﴿سورہ النسا4 آیت:103﴾

یعنی جنگ کے میدان میں کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، یا لیٹ کر بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بیمار ہو اور بسترِ علالت پر دراز ہو تو اسے لیٹ کر اشاروں سے نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

سورۃ آلِ عمران میں ہے:

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

ترجمہ: ''جو کھڑے، بیٹھے، اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد

کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کے بنانے میں فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ سب بیکار یا بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

﴿سورۃ آل عمران:3 آیت:191﴾

"ایک بیمار شخص آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور عرض کی کہ وہ کس طرح نماز ادا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرو ایسا نہیں کر سکتے تو بیٹھ کر نماز ادا کرو اور یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر لیٹ کر نماز ادا کرو۔"

﴿صحیح بخاری، باب 19، حدیث نمبر 218﴾

یعنی بیماری کی حالت میں بھی نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے اسے کسی بھی صورت میں ادا کرنا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ آپ اشاروں کے ساتھ بھی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نماز کی ادائیگی سے کسی طور چھوٹ نہیں ہے اور اس کیلئے کوئی عذر یا بہانہ نہیں ہے۔

قرآن پاک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝

ترجمہ: "تمہارے دوست تو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان

والے لوگ ہیں، جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ ہی کے آگے جھکتے ہیں۔"

﴿سورۃ المائدہ:5 آیت:55﴾

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوم حساب انسان کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس چیز کی بابت پوچھا جائے گا وہ نماز ہے۔"

﴿سنن ابوداؤد، جلد اوّل، کتاب الصلوٰۃ، باب 300 حدیث نمبر 863﴾

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بندے سے سب سے پہلے نماز کا سوال کریں گے۔

"ایک مسلمان اور مشرک وکافر کے درمیان فرق نماز ہے۔"

﴿صحیح مسلم شریف، جلد اوّل، کتاب العقیدہ، باب 36 حدیث نمبر 146﴾

"ایک مومن اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز کی ادائیگی ہے۔"

﴿سنن ابوداؤد شریف، جلد سوم، کتاب السنّت، باب 1691 حدیث نمبر 4661﴾

ان احادیث پاک کی رُو سے ہر وہ شخص جو تارک نماز ہے یا نماز کو نظر انداز کرتا ہے وہ کافر کے مماثل ہے۔ سورۂ مدثر میں ہے کہ اہل جنت

دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ انہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کر دیا۔

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝

"وہ بولیں گے نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور ہم کافروں سے مل کر حق سے انکار کرتے تھے۔"

﴿سورۃ المدثر 74، آیات 43-45﴾

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝

ترجمہ: "اور ان کے بعد تم کو ہم اسی زمین میں آباد کریں گے، یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے۔"

﴿سورۃ ابراہیم 14 آیت 14﴾

یہ توفیق نماز کی انتہائی خوبصورت دعا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز اللہ کی رحمت، نعمت اور کسی تحفے سے کم نہیں ہے۔

اسی طرح سورۃ بقرہ میں ہے:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

ترجمہ: "اور بعض اس طرح دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے

رَبّ تو ہمیں اپنی نعمت سے اس دنیا میں بھی نواز
دے اور آخرت میں بھی اپنی مہربانی سے عطا فرما اور
دوزخ کے عذاب سے بھی نجات دے۔"

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت: 201﴾

میں سورۂ انعام کی ان آیات کے ساتھ اپنی گفتگو کا اختتام کروں گا۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾

ترجمہ: "آپ کہہ دیں کہ میرے رب نے مجھ کو ایک ہی
سیدھا راستہ بتایا ہے کہ وہ ایک دین ہے مضبوط، جو
ابراہیم کا طریقہ ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے، اور
وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ آپ کہہ دیں کہ بلاشبہ
میری نماز میری ساری عبادت میرا جینا، اور میرا
مرنا، یہ سب کی سب اللہ کیلئے ہیں جو سارے
جہانوں کا مالک ہے۔"

﴿سورۃ الانعام 6، آیات 161-162﴾

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نماز اور جدید سائنس

﴿سوال وجواب کا مرحلہ﴾

ڈاکٹر محمد نائیک:

جزاکم اللہ خیر! اب ہم بلا تاخیر سوال و جواب کے مرحلے کا آغاز کرتے ہیں تاکہ آج کی اس تقریب کے محدود وقت سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے۔ سوال و جواب کے مرحلے میں ہمیں قواعد وضوابط کی پابندی کرنا ہوگا۔

سوالات صرف نماز کے حوالے سے کیے جائیں اور موضوع سے ہٹ کر سوال کرنے سے گریز کیا جائے۔ جو سوال موضوع سے متعلق نہیں ہوں گے ان کا جواب نہیں دیا جائے گا۔

سوال مختصر، واضح اور موضوع سے متعلق کریں۔ ایک وقت میں ایک ہی سوال پوچھا جاسکتا ہے۔ دوسرے سوال کیلئے آپ کو دوبارہ لائن کے سرے پر جانا ہوگا اور اپنی باری پر سوال کرنا ہوگا۔

آڈیٹوریم میں تین مائیک موجود ہیں۔ میرے دائیں اور بائیں جانب تشریف فرما حضرات کیلئے دو اور ایک مائیک مستورات کیلئے ہے۔ سوال کرنے کیلئے مائیک کے پیچھے قطار میں کھڑے ہوجائیں اور اپنی باری

آنے پر سوال کریں۔ لب کشائی اسی وقت کریں جب مائیک بردار مائیک آپ کے ہاتھ میں دے دے۔ تحریری سوالات اور چٹوں کو اس کے بعد ترجیح دی جائے گی۔ آپ اطراف میں موجود رضا کاروں سے سلپ لے کر سوال تحریر کر سکتے ہیں۔

سوال کرنے سے پہلے اپنا نام اور پیشہ ضرور بتائیں۔ ہر مائیک پر ایک سوال ہوگا اور یہ سلسلہ کلاک وائز چلتا رہے گا۔

سب سے پہلے بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ سوال کریں!

سوال: میرا نام وحیدہ خان ہے میں بی ایڈ ہوں اور میرا سوال ہے کہ مسلمان عربی میں ہی نماز کیوں ادا کرتے ہیں جسے وہ سمجھ نہیں سکتے، وہ نماز کو علاقائی اور مقامی زبان میں کیوں ادا نہیں کر سکتے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے سوال کیا ہے کہ اکثر مسلمان عربی سے نابلد ہیں تو علاقائی اور مقامی زبانوں میں نماز پڑھنے کو ترجیح دینی چاہیے، کیا یہ بہتر نہیں ہوگا؟

میری بہن! بالفرض اگر میں اس بات کی تائید کروں اور آپ سے اتفاق کر لوں کہ ہمیں علاقائی زبانوں میں نماز ادا کرنی چاہیے۔ بمبئی میں چند لوگ کہیں گے کہ نماز انگریزی میں پڑھنی

چاہیے۔ چند اُردو اور چند ہندی کو ترجیح دیں گے۔ کچھ گجراتی میں ادا کرنا پسند کریں گے۔ اس سے بڑی متضاد صورتِ حال جنم لے گی۔ اگر ہم یہ کہیں کہ

ہم مسجد نمبر ایک میں انگریزی میں نماز ادا کریں گے۔

مسجد نمبر 2 میں نماز اُردو میں ادا کی جائے گی۔

مسجد نمبر 3 میں ہندی میں نماز پڑھائی جائے گی۔

مسجد نمبر 4 میں گجراتی میں نماز ہوگی اور اسی طرح دیگر زبانوں میں بھی یہ سلسلہ چلے گا۔

اس سے ایک بار پھر جھگڑے پیدا ہوں گے، کچھ کہیں گے کہ مسجد نمبر ایک میں جہاں انگریزی میں نماز ہوتی ہے وہاں فلاں صاحب کا ترجمہ پڑھا جانا چاہیے۔ کچھ کہیں گے کہ پکتھال کا ترجمہ ہونا چاہیے، کچھ کہیں گے مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ترجمہ پڑھیں، یا ڈاکٹر محمد محسن خان کا ترجمہ پڑھیں۔ مختلف تراجم پر نزاع پیدا ہوگا اور اس سے شورش برپا ہوگی۔

اگر ایک ترجمے پر اتفاق ہو بھی جائے تو یہ ترجمہ انسانی کام ہے۔ یہ کسی طور بھی کلام اللہ کا متبادل نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم ﷺ کے الفاظ کا صحیح متبادل نہیں ہو سکتا۔ نیز ترجمے میں غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ ان غلطیوں سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ناراضی مول لینے کا اندیشہ بھی ہو سکتا ہے۔

مثال کے طور پر مسجد نمبر 2 میں جہاں اُردو میں نماز پڑھی جارہی ہے اور امام صاحب سورۃ لقمان 31 آیت نمبر 34 پڑھتے ہیں اور اس کا اُردو ترجمہ کرتے ہیں تو یہ ترجمہ عربی سے مختلف ہے اور اس میں جنس کا جو لفظ بیان ہوا ہے وہ وہاں موجود نہیں ہے۔ بہت سے الفاظ اُردو مترجمین نے اسی انداز میں استعمال کیے ہیں اور اصل متن سے ان کا تعلق نہیں ہے۔

اب اگر ایک ڈاکٹر نماز پڑھ رہا ہے تو وہ سوچے گا یہ کس قسم کی عبادت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی شکم مادر میں بچے کی جنس کو نہیں جانتا۔ آج کل الٹرا سونو گرافی وغیرہ سے ہمیں ابتدائی مراحل میں بچے کی جنس کا علم ہو جاتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر آپ نماز میں صرف ترجمہ نہیں پڑھ سکتے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اس سے غلطی کا امکان ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی جانب منسوب ہوگی اور اس سے نماز پڑھنے والا گناہ کا مرتکب ٹھہرے گا۔ نیز ترجمہ عربی آیات کا مکمل متن بیان نہیں کرسکتا۔ اس سے کسی حد تک معانی کا علم ہوتا ہے اور انسان غور وفکر کرسکتا ہے۔

مثال کے طور پر انسان کو سفر بھی درپیش ہوتا ہے اور اگر ایک انسان فرانس چلا جاتا ہے جہاں نماز فرنچ میں ادا ہورہی ہے، فطری طور پر اذان بھی فرانسیسی میں ہونی چاہیے۔ اب وہ

انسان جو فرانس گیا ہے اذان کے وقت ششدر ہو کر سوچے گا کہ کوئی باآواز بلند آخر کہہ کیا رہا ہے۔ اب مسجد میں امام صاحب فرنچ میں نماز ادا کر رہے ہیں اور نو وارد پریشان ہے کہ یہ نماز پڑھ رہے ہیں یا فرنچ میں کچھ اور بیان کر رہے ہیں۔ لہٰذا اگر نماز عربی میں ہو تو میں اگر جرمنی جاؤں، فرانس جاؤں یا سپین چلا جاؤں۔ یا دُنیا کے کسی بھی خطے میں چلا جاؤں جب نماز پڑھوں گا تو مجھے علم ہوگا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں اور اس کا مطلب کیا ہے۔

عربی میں اذان پوری دُنیا کے مسلمانوں کا بین الاقوامی ترانہ اور پہچان ہے۔ ایک مسلمان کا تعلق خواہ دُنیا کے کسی بھی حصے یا خطے سے ہو وہ اذان کا مفہوم اچھی طرح جانتا ہے۔

میری بہن! اس مسئلے کا بہترین حل یہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآنِ پاک کی زبان سیکھنا چاہیے۔ اگر ہم عربی نہیں جانتے تو ہمیں کم از کم اس زبان میں اس کا ترجمہ ضرور آنا چاہیے جسے ہم اچھی طرح بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے ہمیں نماز کے فوائد سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا۔

اُمید ہے کہ سوال کا جواب ہوا۔

سوال: مسلمان بُت پرستی کے خلاف ہیں تو پھر خود کعبہ کی طرف رُخ کر کے اس کے سامنے کیوں جھکتے اور عبادت کرتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال کیا ہے کہ جب اسلام بتوں کی پرستش سے منع کرتا ہے تو پھر مسلمان کعبہ کی پوجا کیوں کرتے ہیں اور اس کی طرف رُخ کر کے نماز کیوں ادا کرتے ہیں؟

یعنی ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم بہت بڑے بُت پرست ہیں۔

ہم مسلمان کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ کعبہ ہمارا قبلہ یعنی سمت ہے۔ ہم کعبہ کی پوجا نہیں کرتے بلکہ کعبہ کی سمت رکوع و سجود کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ مسلمان دورانِ نماز کعبہ کی عبادت کرتے ہیں بالکل غلط ہے۔ نیز یہ بات قرآن و حدیث میں بھی موجود نہیں ہے۔ کوئی ایک مسلمان بھی کعبہ کی عبادت نہیں کرتا یا کعبہ کے ذریعے اللہ کی عبادت نہیں کرتا۔ اسلام میں یہ چیز بالکل ممنوع ہے۔ نماز میں ہم صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اسلام اتحاد و یگانگت پر یقین رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ

فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٤﴾

ترجمہ: ''ہم تمہارے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں، اسلئے ہم تم کو اسی قبلہ کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے کہ اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کیا کرو، اور تم سب جہاں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی کی (یعنی مسجدِ حرام ہی کی) جانب کیا کرو اور اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ حکم بالکل ٹھیک اور ان کے ربّ کی طرف سے ہے اور اللہ ان کی تمام کارروائیوں سے باخبر ہے، اور خوب جانتا ہے۔''

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت: 144﴾

کعبہ ہمارا قبلہ اور سمت ہے اور ہم اتحاد پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر ہم نماز ادا کرنا چاہتے ہیں تو کسی سمت میں منہ کریں گے۔ بعض شمال کی طرف، جنوب، مغرب یا پھر مشرق کی طرف منہ کریں گے۔ لہٰذا اتحاد کیلئے ہم سب ایک سمت رُخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں جو کعبہ کی سمت ہے۔

یہ ہمارا قبلہ ہے ہم سب اس کی طرف رُخ کرتے ہیں۔

جب مسلمانوں نے دُنیا کا نقشہ کھینچا تو پہلا شخص 1154ء میں الادریسی تھا، اس نے سب سے اوپر جنوبی قطب اور نیچے شمالی قطب رکھا اور کعبہ درمیان میں آ گیا۔ پھر اہل مغرب نے نقشہ بنایا تو انہوں نے نقشے کی اوپر والی سمت کو نیچے اور نیچے والی سمت کو اُوپر کر دیا یعنی اب شمالی قطب اوپر اور جنوبی قطب نیچے آ گیا لیکن الحمد اللہ کعبہ پھر بھی درمیان میں رہا۔

لہٰذا اگر مسلمان شمال میں ہیں تو اپنا رُخ جنوب کی طرف کرتے ہیں اگر جنوب میں ہیں تو اپنا رُخ شمال کی طرف کرتے ہیں۔ اگر مشرق میں ہوں تو مغرب کی طرف اور مغرب میں ہوں تو مشرق کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ یہ ہمارا مرکزی نکتہ ہے۔

جب ہم حج یا عمرے کیلئے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور عمرہ یا حج کے دوران کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو ایسا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں مگر منطقی طور پر میرا خیال ہے کہ چونکہ ہر دائرہ ایک سمت یا محیط رکھتا ہے۔ جو یہ اشارہ دیتا ہے کہ اللہ صرف ایک ہے۔ تمام چکر یا دائرے ایک ہی مرکزی نقطے کے گرد گھومتے ہیں اور یہ مرکزی نقطہ اللہ کی وحدانیت کا اشارہ ہے۔

اسلئے یہ کہنا کہ مسلم اپنے اَن دیکھے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت ایک تشکیل یا شکل کے ذریعے کرتے ہیں، سراسر غلط ہے۔

اسکا سب سے بہترین جواب خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں حجر اسود کے بارے میں فرماتے ہوئے کہا:

"تم صرف ایک پتھر ہو، جو مجھے نہ تو نفع دے سکتے ہو اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہو، اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں چھوتے اور بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تمہیں ہاتھ نہ لگاتا اور نہ بوسہ دیتا۔"

﴿صحیح بخاری شریف، جلد دوم، کتاب الحج، باب 56 حدیث نمبر 675﴾

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان کعبہ کی پرستش نہیں کرتے۔ اس کی ایک اور مثال جو شافی جواب بھی ہے، فتح مکہ کے دوران کعبہ کی چھت پر اذان ہے۔ اس کعبہ کی چھت پر جس کے اندر بتوں کے پجاریوں نے ان گنت بت سجا رکھے تھے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس روز سے کسی بت پرست یا بت کی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی تھی۔

سوال: میرا نام ارشاد ہے اور میں کمپیوٹر انجینئرنگ میں فائنل ایئر کا طالب علم ہوں۔ میرا سوال ہے کہ آپ اس غیر مسلم کو کیا جواب دیں گے جس کا کہنا ہے نماز در اصل جمناسٹک کی ہی ایک شکل ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ اس غیر مسلم کو آپ کیا جواب دیں گے جو صلوٰۃ کو جمناسٹک کی ایک شکل قرار دیتا ہے۔ یعنی کھڑے ہونا، جھکنا، اور بیٹھنا اس کے نزدیک جمناسٹک ہے لیکن درحقیقت ایسا ہرگز نہیں ہے اور یہ مادی اور جسمانی فوائد کی کوئی ورزش نہیں ہے۔

میرے بھائی!

نماز اور جمناسٹک میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان میں بُعدِ مشرقین ہے۔ دونوں کے مقاصد میں تضاد ہے۔

☆ نماز میں جسم اور رُوح کی اصلاح ہوتی ہے۔

...... جمناسٹک سے صرف جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

☆ نماز میں ذہنی سکون اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔

...... جمناسٹک میں ذہنی و روحانی تسکین نہیں ہوتی۔

☆ نماز میں تمام حرکات سبک ہوتی ہیں اور کسی قسم کا جھٹکا یا اُچھل کود نہیں ہوتی۔

...... جمناسٹک میں اُچھل کود ہوتی ہے۔

☆ نماز کے بعد سستی دُور ہو جاتی ہے۔

...... جمناسٹک کے بعد تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔

☆ نماز کے بعد آپ کام کی توانائی محسوس کرتے ہیں۔

...... جمناسٹک کے بعد کام کرنے کے بعد جیسی تکان طاری ہو جاتی ہے۔

☆ نماز ہر عمر کا فرد ادا کر سکتا ہے۔

...... جمناسٹک ہر عمر کا فرد نہیں کر سکتا۔

☆ نماز میں آپ آزاد ہوتے ہیں۔

...... جمنازیم میں ناک کے ذریعے سانس لینا پڑتا ہے۔

☆ نماز میں کسی قسم کے آلات کی ضرورت نہیں ہوتی۔

...... جمناسٹک میں مختلف آلات استعمال کیے جاتے ہیں۔

☆ نماز میں معاشرتی اقدار یعنی اخوت، باہمی تعاون، ہمدردی اور اتحاد فروغ پاتے ہیں۔

...... جمناسٹک میں سماجی اقدار کی ترقی نہیں ہوتی۔

☆ نماز نیکی اور صراط مستقیم کی ہدایت دیتی ہے اور اچھا انسان بناتی ہے۔

...... جمناسٹک کسی کو اچھا انسان نہیں بناتی۔

☆ نماز میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ہدایت طلب کی جاتی ہے۔

...... جمناسٹک میں اگر اسی طرح کا انداز اختیار کر بھی لیا جائے تو وہ نماز نہیں بن سکتی۔

☆ نماز میں اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے، اس کی بڑائی بیان کی جاتی

ہے۔

...... جمناسٹک میں ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

سوال: السلام علیکم بھائی! میرا نام تبسم ہے، میرا سوال ہے کہ اللہ تعالی ہم سے اپنی تعریف کیوں کرواتا ہے اور اس سے اسے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے سوال پوچھا ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہم سے اپنی تعریف کیوں کروانا چاہتا ہے اور اُسے اِس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

بہن! جب ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں، مثلاً جب ایک شخص کہتا ہے، اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کو مزید بڑا نہیں کرتا۔ اللہ تو پہلے ہی عظیم ہے۔ آپ لاکھوں مرتبہ اللہ اکبر کہیں یا نہ کہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور رہے گا۔ ہم اللہ کی تعریف اللہ کے فائدے کیلئے نہیں کرتے اور اس کا جواب قرآن پاک میں دیا گیا ہے۔

یَاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: ”لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں

والا ہے۔''

﴿سورۃ الفاطر:35 آیت 15﴾

لہٰذا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سے اپنے فائدے کیلئے نہیں بلکہ ہمارے فائدے کیلئے اپنی تعریف اور حمد وثنا بیان کرانا چاہتا ہے۔

مثال کے طور پر ہم اس شخص کی نصیحت پر عمل کرتے ہیں جو مشہور اور دانشمند ہو۔ ہم اس شخص کی نصیحت پر ہرگز عمل نہیں کرتے جو ہمارے لئے ناواقف ہو اور عقل ودانش سے بے بہرہ ہو۔ لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ ہم خود کو مطمئن کرسکیں اور جان لیں کہ وہی عظیم دانش والا ہے۔ عظیم ہے، قوی ہے۔

جب ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو سب سے بڑا اور عظیم مان لیتے ہیں تو ہمیں اس کی ہدایات کی پیروی کرنی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ فاتحہ جسے ہر نماز میں بار بار پڑھا جاتا ہے اس کی پہلی چار پانچ آیات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعریف ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾

جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣﴾

جو مالک ہے روز جزا کا۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿٤﴾

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کر کے خود کو مطمئن کرتے ہیں کہ صرف یہی ذات ہے جو ہماری مدد کرسکتی ہے۔ اس کے بعد ہم سورۂ فاتحہ کی آخری آیات پڑھتے ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٥﴾

تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کیا

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾

نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

اس طرح ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعریف کرتے اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ نیز ہمیں علم ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی مانگنا ہے اسی سے مانگنا ہے اور وہی سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے۔ وہی سب سے بہترین نصیحت فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد ہم اس سے

مدد مانگتے ہیں اور اس سے ہدایت طلب کرتے ہیں۔ اس سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں سیدھی راہ پر چلائے اور اپنے انعام یافتہ بندوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور گمراہ لوگوں اور شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے محفوظ رکھے۔

فرض کریں کہ ایک شخص دِل کا مریض ہے اور اسے ایک اجنبی شخص کوئی مشورہ دیتا ہے، اب سوچیں کہ وہ شخص اس کے مشورے پر عمل کرے گا یا اس ہارٹ اسپیشلسٹ کے مشورے پر عمل کرے گا جو مشہور ہے اور وہ اسے جانتا بھی ہے؟

فطری بات ہے کہ وہ ہارٹ اسپیشلسٹ کے مشورے پر عمل کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں لیکن صرف تعریف کرنا کافی نہیں ہے۔

قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّىْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ: "آپ فرما دیجئے، کہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کیلئے سمندر سیاہی ہو تو سمندر ختم ہو جائے گا، پہلے اس کے کہ میرے ربّ کی باتیں ختم ہوں اگر چہ اس سمندر کی طرح ایک اور سمندر اس کی مدد کو ہم لے

آ ئیں۔''

﴿سورۃ الکہف:18 آیت:109﴾

یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعریف کیلئے اگر سمندروں کو روشنائی بنا دیا جائے، دُنیا بھر کی مخلوقات، چرند، پرند، انسان، حیوان، درندے اور خزندے اور جنات لکھنا شروع کر دیں، نسلوں کی نسلیں اس عمل میں ختم ہو جائیں، سمندر خشک ہو جائیں مگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعریف ختم نہیں ہوگی۔

اسی طرح سورۂ لقمان میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ: ''اور اگر ایسا ہو کہ زمین کے تمام درخت قلم ہوں اور سمندر سیاہی ہو، اس کے بعد اور سات سمندر سیاہی بن جائیں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں، بلاشبہ اللہ زبردست حکمت والا ہے۔''

﴿سورۂ لقمان 31 آیت 27﴾

اب انسان جتنی بھی تعریف کرتا ہے وہ ناکافی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعریف کا پورا حق کسی طور ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیتا ہے تو اس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ

کا فائدہ نہیں بلکہ یہ ہمارے فائدے کیلئے ہے اور اس لئے ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو عظیم، سب سے بڑا، سب سے علیم، سب سے زیادہ رحیم، سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ فہیم مانتے ہیں۔ اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اس سے ہدایت مانگتے ہیں۔ اس سے نیکی کی توفیق مانگتے ہیں۔ اپنی حاجات اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مصائب میں اسی کے سامنے گڑگڑاتے ہیں اور خوشحالی میں اسی کا شکر ادا کرتے ہیں اور اسی سے صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت طلب کرتے ہیں۔

سوال: السلام علیکم ذاکر صاحب! میرا نام جہانگیر ہے اور میرا سوال ہے کہ اگر میرے دفتری اوقات مجھے وقت پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ اگر ان کے دفتری اوقات و معمولات انہیں وقت پر نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو انہیں کیا کرنا چاہیے؟

اگر آپ روزانہ پانچ وقت کی نمازوں کا جائزہ لیں تو دفتری معمولات فجر اور عشاء کی نماز پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ اسی طرح نمازِ مغرب کا بھی یہی معاملہ ہے۔ اب باقی رہ گئی نمازِ ظہر

تو اسے آپ لنچ بریک کے دوران ادا کر سکتے ہیں۔ یہ وقت عام طور پر اس نماز کے قریب ہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد نمازِ عصر آتی ہے۔ ویسے تو اکثر دفاتر اس وقت تک آف ہو جاتے ہیں لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو آپ اپنے افسر یا متعلقہ فرد سے 10 منٹ کی درخواست کریں۔ اس دوران آپ نماز ادا کر لیں۔ اکثر مسلمان نماز کیلئے وقت کی درخواست کرنے سے خائف ہوتے ہیں لیکن دوسرے کاموں کیلئے بے دھڑک درخواست کر لیتے ہیں۔ سالگرہ، پکنک، شادی اور دیگر تقریبات کیلئے تو درخواست پیش کر دی جاتی ہے۔ کبھی ہسپتال جانا ہے، نمازِ جنازہ ادا کرنی ہے تو درخواست پیش کی جاتی ہے مگر نماز کیلئے چند منٹ کی درخواست کو عار سمجھا جاتا ہے۔

اس صورت حال میں اکثر مسلمانوں کا رویّہ معذرت خواہانہ ہوتا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر آپ کا افسر غیر مسلم بھی ہو تو وہ آپ کو نماز کیلئے ضرور وقت دے گا۔ لیکن اس کیلئے آپ کو شائستگی سے درخواست کرنا ہوگی۔ جب اجازت مل جاتی ہے تو بعض افراد نماز کی ادائیگی میں نصف گھنٹے سے زائد وقت صرف کرتے ہیں اور نماز کی ادائیگی کیلئے دُور کی مسجد میں جاتے ہیں۔ اب افسر یا حاکم سوچنے لگتا ہے کہ وہ نماز کیلئے گئے تھے یا کسی ریستوران میں چلے گئے تھے۔ اب نزدیکی مسجد میں نماز ادا کرنے میں کوئی

قباحت نہیں ہے لیکن بالفرض اگر قریب میں کوئی مسجد نہیں ہے تو آپ دفتر میں بھی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے دفتر میں ایک مصلی رکھ لیں اور وقت پر نماز ادا کر لیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"زمین کو میرے لئے اور میرے پیروکاروں کیلئے مسجد بنا دیا گیا ہے۔"

﴿صحیح بخاری شریف، جلد اوّل، کتاب الصلوٰۃ، باب 56 حدیث نمبر 429﴾

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت اور جہاں بھی نماز کا وقت ہو اللہ تعالیٰ کی پاک زمین پر رکوع وسجود کرو۔ اسی طرح دفتر میں بھی آپ ایک صاف ستھری جگہ تلاش کریں اور وہاں نماز ادا کر لیں۔ وقت کی قلت کے پیش نظر فرض نماز ادا کریں۔ اس وقت نوافل وغیرہ چھوڑ دیں۔ سنتِ مؤکدہ ادا کریں جو لازمی ہیں۔ بعض لوگ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ سامنے لگی ہوئی تصاویر کو الٹا دیتے ہیں یا ان پر کپڑا ڈال کر انہیں ڈھانپ دیتے ہیں۔ اگر یہ تصاویر نماز میں رکاوٹ ڈال رہی ہیں تو کیا یہ ضروری ہے کہ آپ اسی کمرے میں نماز ادا کریں۔ آپ اس کی بجائے کسی اور کمرے، برآمدے یا صحن میں بھی تو نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگ دفاتر میں باجماعت نماز شروع کردیتے ہیں اگرچہ اس میں مضائقہ نہیں لیکن اگر فرداً فرداً نماز ادا کرلی جائے تو شاید دوسروں کو محسوس بھی نہ ہو۔

"دو آدمی بھی باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں۔"

﴿صحیح بخاری، جلد اوّل، باب 35 حدیث نمبر 627﴾

لہٰذا آپ چند آدمی ایک طرف ہو کے نماز پڑھ لیں اور دیگر افراد کے دفتری معمولات کو متاثر نہ کریں۔ اگر ایک شخص دفتر میں صحیح طریقے سے کام نہیں کرتا بلکہ کام چور ہے تو لوگ اس کے نماز پڑھنے پر معترض ہوں گے اور اسے نماز کا وقفہ دینے میں متامل ہوں گے لیکن اگر ایک شخص محنتی اور دیانتدار ہے تو مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی اسے فراخدلی سے نماز ادا کرنے کی اجازت اور وقت دیں گے۔

اس کے علاوہ ایک اور صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ چائے کا وقفہ نہ کریں اور اس کی بجائے نماز کیلئے اتنا وقت طلب کرلیں۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر میں دس منٹ نماز کیلئے لگاتا ہوں تو نماز کے بعد میں دگنا وقت کام کروں گا۔ اگر آپ 10 منٹ کے بدلے 20 منٹ اَوور ٹائم لگانے کیلئے تیار ہیں تو پھر باس تو خوش ہوگا اور کہے گا کہ آپ 30 منٹ لے لیں تاکہ اسے بدلے میں ایک گھنٹہ مل سکے۔ لیکن وہ ملازم جو باس کے رویے

سے نالاں ہے یا باس کو اس سے عدم تعاون کی شکایت ہے اور وہ اسے نماز کیلئے وقت دینے پر کسی طور تیار نہیں تو اس کو چاہیے کہ وہ کہیں اور جاب کر لے۔ لیکن ایسا شخص سو میں سے کوئی ایک ہی ہوگا جو نماز کے معاملے میں اس طرح کا رویہ اختیار کرے۔ ایسی صورتِ حال میں اس ملازمت اور کام کو خیر باد کہہ کر کوئی اور جاب تلاش کر لیں۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے اور ممکن ہے دوسری ملازمت میں آپ کو پہلی ملازمت کی نسبت زیادہ تنخواہ اور زیادہ مراعات حاصل ہوں۔ نماز کا اجر آخرت میں ملے گا جو عظیم اجر ہے اور چند روپوں کی ملازمت کیلئے نماز چھوڑنے سے بہتر ہے کہ آپ وہ ملازمت چھوڑ دیں۔

بدقسمتی سے، بہت سے مسلمان افسر بھی نماز میں کوتاہی کرتے ہیں اور نماز ادا نہیں کرتے۔ نہ تو انفرادی طور پر اور نہ جماعت میں اس فریضے کو ادا کرتے ہیں۔ میں ان تمام حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ دفاتر میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ نماز ادا کیا کریں۔

اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ ماتحت بھی نماز کے پابند ہو جائیں گے اور دوسرا یہ کہ اگر بالفرض نماز کے چند لمحات میں دفتری کام کا حرج ہوتا ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے کام میں برکت پیدا فرمائے گا اور اس کے وسائل اور منفعت میں بفضلِ

خداوندی اضافہ ہوگا۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: بھائی السلام علیکم! کیا خواتین کو مساجد میں نماز ادا کرنے کی اجازت ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے سوال پوچھا ہے کہ کیا عورتوں کو مسجد میں نماز کی اجازت ہے؟

قرآن پاک میں کوئی ایسی آیت نہیں ہے جو خواتین کو مسجد میں نماز کی ادائیگی سے روکتی ہو۔ مزید کسی صحیح حدیث میں بھی نہیں ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانا چاہیے یا نہیں۔ تاہم کچھ احادیث ہیں جو اس کے برعکس بیان کرتی ہیں۔

"جب خواتین تم سے مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں منع مت کرو۔"

﴿صحیح بخاری شریف، جلد اوّل کتاب خصائص صلوٰۃ، باب 84 حدیث نمبر 832﴾

"جب عورتیں تم سے مسجد میں جانے کا پوچھیں تو انہیں جانے دو۔"

﴿صحیح بخاری شریف، جلد اوّل کتاب خصائص صلوٰۃ، باب 80 حدیث نمبر 824﴾

اسی طرح صحیح مسلم شریف کی احادیث مبارکہ میں بھی یہ بات موجود ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مردوں کیلئے بہترین صف پہلی ہے اور کم ترین صف آخری ہے اور خواتین کیلئے نماز میں پہلی صف بری اور آخری صفیں اچھی ہیں۔"

﴿صحیح مسلم شریف، جلد اوّل کتاب صلوٰۃ،
باب 175 حدیث نمبر 881﴾

اس حدیث میں مردوں اور عورتوں کا موازنہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جب وہ اکٹھے نماز ادا کریں تو مردوں کیلئے پہلی صف اور عورتوں کیلئے آخری صف بہترین اور موزوں ہے۔ مردوں کیلئے آخری صف اور عورتوں کیلئے پہلی صف نامناسب ہے۔

"اللہ کے بندوں کو مساجد میں جانے سے منع مت کرو۔"

﴿صحیح مسلم شریف، جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ،
باب 177 حدیث نمبر 884﴾

"مساجد میں عورتوں کی جگہ پر مت بیٹھو۔"

﴿صحیح مسلم شریف، جلد اوّل کتاب صلوٰۃ،
باب 177 حدیث نمبر 891﴾

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خواتین کو

مساجد میں جانے اور نماز ادا کرنے کی اجازت تھی۔ خواتین مسجد میں جاتی تھیں اور آپ ﷺ نے انہیں مسجد میں داخل ہونے سے منع نہیں فرمایا۔ تاہم جب خواتین مسجد میں جائیں تو انہیں مساوی سہولیات فراہم کی جانی چاہئیں۔ انہیں کامل اطمینان سے نماز ادا کرنے کا موقع ملے اور انہیں کسی قسم کی پریشانی یا روک نہ ہو۔ ان کیلئے الگ داخلی راستہ، الگ وضو کا اہتمام اور الگ نماز کیلئے جگہ ہونی چاہیے۔ مسجد میں خواتین کو الگ لیکن مساوی سہولیات میسر ہوں۔ ان کیلئے باپردہ جگہ کا انتظام ہو۔ اگر آپ دیکھیں تو سعودی عرب میں خواتین کو مسجد میں نماز کی اجازت ہے یہاں تک کہ حرمین شریفین میں خواتین کو نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح دیگر بہت سے مسلمان ممالک میں بھی خواتین کو مسجدوں میں نماز ادا کرنے کی اجازت و سہولت ہے۔ دُنیا کے ہر خطے اور ہر حصے میں خواتین کو مساجد میں نماز کی اجازت ہے صرف ہندوستان میں بیشتر مساجد میں عورتوں کو نماز کیلئے آنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ الحمدللہ بمبئی میں چند مساجد میں خواتین کو نماز کی اجازت ہے اور صرف کیرالا میں 500 کے لگ بھگ ایسی مساجد ہیں جن میں خواتین کی عبادت کیلئے علیحدہ سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ اُمید ہے کہ مساجد کمیٹیاں بمبئی میں خواتین کو مساجد میں داخلے

کی اجازت دے دیں گی اور ان کیلئے مناسب سہولیات فراہم کریں گی، انشاء اللہ۔ کیونکہ قرآن وحدیث میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: السلام علیکم! میرا نام شیخ احمد ہے اور میرا سوال ہے کہ نماز میں تکبیر کے دوران ہاتھ بلند کرنا کس بات کی علامت ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ نماز میں تکبیر کے وقت ہاتھ بلند کرنا کس بات کی علامت ہے؟

ہاتھ طاقت اور قوت کی علامت ہیں۔

جب مسلمان نماز میں ہاتھ بلند کرتے ہیں تو یہ تین چیزوں کی علامت ہے:

ا۔ ہم اللہ کی اطاعت کا اعلان کرتے ہیں اور ہاتھ بلند کر کے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اے اللہ! میں تیرا مطیع وفرمانبردار ہوں۔ جیسا کہ جب ہم کسی شخص کو قابو میں کرنا چاہتے ہیں تو اسے بلند آواز سے کہتے ہیں "ہاتھ اوپر" (Hands Up)۔ ہاتھ اوپر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے سرنڈر کر رہے ہیں۔

۲۔ اس کے علاوہ یہ اللہ کی عظمت کا اعتراف بھی ہے اور ہاتھ بلند کر کے کہتے ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔

۳۔ ہاتھ بلند کرنے کے بعد باندھ لینے سے مراد ہے کہ انسان ہر چیز کی طرف پشت کر کے اپنا رُخ اللہ کی طرف کر رہا ہے اور پوری توجہ عبادت پر مرکوز کر رہا ہے۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: السلام علیکم! میرا نام یوسف ڈیسائی ہے، میں ریٹائرڈ گورنمنٹ آفیسر ہوں۔ میرا سوال ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں کب اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا اور شبِ معراج کا نماز سے کیا تعلق ہے؟ میرا خیال ہے یہ دو سوال ایک دوسرے سے متعلقہ ہیں اسلئے اسے ایک ہی سوال یا سوال کے دو جزو سمجھے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے حتمی وقت اور تاریخ کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر نماز کا حکم کب نازل ہوا یا شبِ معراج کا اس سے کیا تعلق ہے؟

اس بارے میں صحیح وقت کا تعین کرنا تو آسان نہیں ہے لیکن احادیث میں بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ نے شبِ معراج

کے بعد اپنے پیروکاروں کو کس طرح نماز اور وضو کا طریقہ بتایا۔ اسی طرح آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو نماز کے بارے میں بتایا۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کے ابتدائی دور کی بات ہے لیکن بالکل حتمی وقت کا تعین مشکل ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو یہ بھی بتایا کہ نماز کتنی مرتبہ اور کس کس وقت ادا کرنی ہے نیز شبِ معراج میں ہونے والے سوالات و جوابات سے بھی آگاہ فرمایا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

ترجمہ: "وہ پاک ذات ہے جو رات کے ایک حصہ میں اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا جس کے چاروں طرف ہم نے اپنی برکتیں رکھی ہیں، تا کہ ہم اس کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہی خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

﴿سورۃ بنی اسرائیل 17، آیت 1﴾

شبِ معراج کی تفصیلات صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں ملتی ہیں اور آپ ﷺ کی ملاقات جن پیغمبروں سے ہوئی

ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر 50 نمازیں فرض کی تھیں۔ صحیح بخاری شریف کے مطابق جب آپ واپس تشریف لاتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہوں نے فرمایا کہ 50 نمازیں بہت مشکل ہیں اس لیے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے پاس تشریف لے جایئے اور نمازوں میں کمی کی درخواست فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے نمازوں کی تعداد میں کمی کی درخواست کی۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے نمازوں کی تعداد میں کمی فرما دی مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان نمازوں کو بھی زیادہ جانا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ بار اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پانچ نمازوں کا حکم دیا۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمان نماز تو پانچ اوقات ہی ادا کریں گے مگر انہیں ثواب 50 نمازوں ہی کا ملے گا۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: بھائی السلام علیکم: میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہماری تمام دُعاؤں کا جواب کیوں نہیں ملتا اور دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے سوال کیا کہ ہمیں ہماری سب دعاؤں کا جواب کیوں نہیں ملتا۔ اس کا جواب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

ترجمہ: ''اللہ کے راستہ میں لڑنا تم پر فرض کر دیا گیا ہے، وہ تم کو گراں تو گزرے گا، عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے، اور وہ تمہارے حق میں اچھی ہو، اور یہ بھی عجب نہیں کہ ایک چیز کو تم محبوب رکھتے ہو مگر وہ مضر ہو اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''

﴿سورۃ البقرہ 2، آیت: 216﴾

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ کوئی چیز تمہیں اچھی لگے اور تم اس کی خواہش کرو لیکن اللہ جانتا ہے کہ وہ چیز تمہارے لئے اچھی نہیں۔ اسی طرح یہ بھی ہے کہ ہوسکتا ہے ایک چیز تمہیں اچھی نہ لگے لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو علم ہے کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

فرض کریں ایک نیک آدمی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُعا کرتا ہے:

"یا اللہ! مجھے ایک موٹر سائیکل عطا فرما میں اس پر سفر کرنا چاہتا ہوں۔"

لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس سے اس کا حادثہ ہوگا اور وہ معذور ہو کر رہ جائے گا، اس لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی یہ دُعا قبول نہیں فرماتا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جو کچھ جانتا ہے انسان نہیں جانتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض افراد جو نہایت نیک سیرت، عابد اور پاکیزہ کردار ہوتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں تو ان کی بعض دُعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور بعض قبول نہیں ہوتیں۔

فرض کریں ایک بزنس مین لندن کی فلائٹ میں سوار ہونا چاہتا ہے اور لندن میں ایک میٹنگ کرنا چاہتا ہے جس سے اسے کروڑوں روپے کا فائدہ ہو سکتا ہے۔ جب وہ ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہوتا ہے تو راستے میں اسے غیر معمولی ٹریفک جام سے واسطہ پڑتا ہے۔ جب وہ تاخیر سے ایئر پورٹ پہنچتا ہے تو جہاز پرواز کر چکا ہوتا ہے۔ اس کی فلائٹ مس ہو جاتی ہے۔

وہ بزنس مین نہایت افسوس اور شاکی انداز میں کہتا ہے:

"یہ میری زندگی کا بدترین سانحہ ہے۔"

وہ واپس گھر کی طرف جاتا ہے اور ریڈیو آن کرتا ہے تو اسے

تازہ ترین خبروں سے علم ہوتا ہے کہ مذکورہ جہاز کریش ہو گیا ہے اور تمام مسافر جاں بحق ہو گئے ہیں۔ اس پر وہی برنس مین کہتا ہے:

''یہ میری زندگی میں سب سے حسین اتفاق ہے۔''

چند لمحات قبل وہ شخص تلملا رہا تھا اور ٹریفک جام کو کوس رہا تھا جس کی وجہ سے کروڑوں روپے کا نقصان ہوا۔ اب وہی شخص اس ٹریفک جام کا شکر گزار ہو رہا ہے جس کی بدولت اس کی فلائٹ چھوٹ گئی مگر اسی سے اسے ایک نئی زندگی ملی جو کروڑوں روپے سے زیادہ قیمتی ہے۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ جو کچھ اللہ جانتا ہے وہ انسان نہیں جانتا۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی کچھ دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

قرآن پاک میں ہے:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ

ترجمہ: ''اگر اللہ اپنے سب بندوں کیلئے روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد کرتے، لیکن وہ جس قدر چاہتا ہے ایک اندازے سے نازل کر دیتا ہے، بلاشبہ وہ اپنے بندوں کو جاننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

﴿سورہ الشوریٰ 42 آیت 27﴾

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندوں کو جو کچھ عطا کرتا ہے صحیح انداز سے عطا کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

ترجمہ: "اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں دریافت کریں تو تم کہہ دو کہ میں تم سے، بہت قریب ہوں، میں تو دُعا مانگنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جبکہ وہ دُعا کرے تو وہ بھی میرے حکم کو مانیں اور عمل کریں، اور مجھ پر پورا یقین کریں تا کہ وہ نیک راستہ پائیں۔"

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت: 186﴾

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝

ترجمہ: "اور تمہارے رَبّ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو پکارو، میں تمہاری دُعا قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں، وہ بہت جلد دوزخ میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔"

﴿سورۂ مومن 40، آیت 60﴾

اللہ تعالیٰ سب کی سنتا ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ کون سی دُعا قبول کرنی ہے اور کون سی نہیں۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ کفار جب اپنے دیوی دیوتاؤں اور بتوں سے دولت و امارت کی دُعائیں کرتے ہیں تو ان کی دُعائیں پوری ہوتی ہیں۔ مگر لوگ جان لیں کہ انہیں بھی اللہ ربّ العزت ہی سب کچھ عطا کرتا ہے مگر جانتا ہے کہ یہ چیز انہی کو نقصان پہنچائے گی۔ آخرت میں انہیں خسارے اور نقصان کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

نیک اور صاحبِ ایمان لوگ غربت و امارت اور اچھے اور برے حالات میں صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی پر یقین رکھتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَوٰةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ

ترجمہ: "ایسے لوگ جن کو اللہ کے ذکر سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تو تجارت غافل رکھتی ہے اور نہ خرید و فروخت ہی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں خوف اور گھبراہٹ سے اُلٹ جائیں گے۔"

﴿سورۂ نور 24 آیت 37﴾

مومن ہمیشہ الحمد اللہ کہتے ہیں اور صرف یوم آخرت سے ڈرتے ہیں، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ نقصان اور مصیبت میں بھی شاکر رہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آخرت میں انہیں اس کا اجر ملے گا۔ نیز ان کا ایمان ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی پیش آتا ہے اچھا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا اجر اور صلہ ضرور ملتا ہے۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: السلام علیکم! میرا نام تیر اعظم ہے اور میں انجینئر ہوں۔ میرا سوال گزشتہ سوال سے ملتا جلتا ہے جو ایک بہن نے کیا تھا کہ جمعہ کا خطبہ نماز کا حصہ نہیں ہے تو کیا اس خطبہ کو عربی میں ہی پڑھنا ضروری ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ کیا خطبہ نماز جمعۃ المبارک عربی زبان میں ہی ضروری ہے؟

اسکالرز اس حوالے سے مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ تاہم حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تمام آئمہ کرام، محققین اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کرام کا بیان ہے کہ اگر

حاضرین عربی زبان نہیں جانتے تو جمعہ کا خطبہ کسی بھی دوسری زبان میں جسے وہ سمجھتے ہیں بیان کر سکتے ہیں۔ تاہم اس خطبے کا وہ حصہ جس میں نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے اسے عربی میں ہی ہونا چاہیے، باقی حصہ کسی بھی زبان میں ہوسکتا۔ نیز کسی بھی حدیث میں نہیں کہ جمعہ کا خطبہ کسی دوسری زبان میں نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عربی میں خطبہ ارشاد فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت عرب کے باشندے صرف عربی زبان سمجھتے تھے۔ تاہم کسی دوسری زبان میں خطبہ کی ممانعت کہیں بھی نہیں ہے۔ جمعہ کے خطبے کا مطلب نمازیوں کو ہدایت دینا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پہنچانا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ خطبہ اسی زبان میں دیا جائے جسے حاضرین بخوبی جانتے ہوں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو عہدِ حاضر کے واقعات اور ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں بتانا بھی مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلم اُمہ کو اس زبان میں ہدایات دی جائیں جسے وہ جانتے ہیں۔ امریکہ میں زیادہ تر مساجد میں انگریزی میں خطبہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کینیڈا، ساؤتھ افریقہ، برطانیہ اور دیگر ممالک میں بھی خطبہ ان کی مقامی زبان میں دیا جاتا ہے۔ عرب میں خطبہ عربی میں دیا

جاتا ہے کیونکہ وہ عربی جانتے ہیں۔

گزشتہ ماہ مَیں کویت گیا۔ اگر چہ وہاں عربی جاننے والوں کی کثرت ہے تاہم میں نے دیکھا کہ چند مساجد میں خطبہ انگریزی میں، چند میں اُردو اور چند میں ملیالم میں پڑھا جارہا تھا۔ حکومت نے ان مساجد کو اس کی خصوصی اجازت دی ہے اور غیر ملکیوں کیلئے اس سہولت کا اہتمام کیا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ وہ اپنی مادری اور مقامی زبانوں میں ہدایات کو سمجھ سکیں۔ لہٰذا خطبہ کسی بھی زبان میں دیا جاسکتا ہے لیکن حمد وثنا اور درود وسلام صرف عربی زبان میں ہونا چاہیے۔ خطبے کے چند حصوں کو ترجمہ کیا جاسکتا ہے لیکن خیال رکھا جائے کہ وہ آیات یا عبارات صرف عربی میں پڑھی جائیں جن میں اللہ کی حمد وثنا بیان ہوئی ہے۔ اب ہندوستان کی اکثر مساجد میں خطبہ عربی میں ہی پڑھا جاتا ہے۔ کچھ مساجد میں نماز کے بعد خطبہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ بھارت میں خطبہ مقامی زبانوں میں ہی ہونا چاہیے تاکہ لوگ ہدایات کو بخوبی سمجھ سکیں۔

سوال: ذاکر بھائی! السلام علیکم! میرا نام عبدالقادر ہے، میں ایک بزنس مین اور سوشل ورکر ہوں۔ آپ نے بتایا ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں پانچ وقت نماز ادا کرنا چاہیے جیسا کہ آپ نے واقعہ معراج کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ کس طرح

مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ میرا سوال ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دن میں تین نمازیں ادا کرنی چاہئیں، کیا آپ اس کی تائید کریں گے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے اور بتایا کہ میں نے پانچ نمازوں کا ذکر کیا ہے اور قرآن میں بھی اس کا ذکر ہے۔ بعض لوگ تین وقت نماز ادا کرتے ہیں کیا میں اس کی تائید کروں گا؟

قرآن پاک کے مطابق آپ کو روزانہ پانچ وقت ہی نماز ادا کرنی چاہیے۔ تاہم بعض حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کچھ رعایت اور سہولت عطا فرمائی ہے۔

سورۂ ہود میں ارشادِ ربانی ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ

ترجمہ: ''اور دن کے دونوں سروں (صبح و شام) اور رات کے کچھ حصوں میں نماز پڑھا کرو، بے شک نیکیاں برائیوں کو دُور کردیتی ہیں، یہ نصیحت ہے ماننے والوں کیلئے۔''

﴿سورہ ہود 11 آیت 114﴾

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

ترجمہ: ''(اے نبی ﷺ) آپ سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھا کیجئے، کیونکہ قرآن کا پڑھنا صبح کے وقت حضورِ ملائکہ کا وقت ہے اور رات کے بعض حصہ میں بھی، تو اس میں نمازِ تہجد پڑھا کیجئے۔''

﴿سورۃ بنی اسرائیل، 17، آیت 78-79﴾

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

ترجمہ: ''پس ان کی باتوں پر صبر کیجئے، اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ، سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے تسبیح کیجئے، رات کی ساعات میں تسبیح کیا کیجئے، اور دن کے اوّل اور آخر میں بھی تاکہ آپ خوش ہوں۔''

﴿سورہ طٰہٰ 20 آیت 130﴾

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝

ترجمہ: ''تو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو، شام کے وقت اور صبح کے وقت، اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف کی جاتی ہے اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو۔''

﴿سورہ الروم 30، آیت 17-18﴾

ان تمام آیات سے علم ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندوں کو آسانیاں فراہم کرنا چاہتا ہے۔ سورۃ النساء میں ارشادِ پاک ہے:

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ: ''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو اس میں تم کو کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز میں کمی کر دو اگر تم کو اندیشہ ہو کہ کافر تم کو پریشان کریں گے، بلاشبہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔''

﴿سورۃ النساء 4، آیت: 101﴾

یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی نماز کی رکعت میں کمی کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح دورانِ سفر آپ ظہر اور نمازِ عصر کو اکٹھا کر سکتے ہیں، اسی طرح اگر چاہیں تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو بھی اکٹھا ادا کر سکتے ہیں۔ جب نمازوں کو جمع کرلیا جاتا ہے تو یہ تین بن جاتی ہیں۔ لہٰذا دورانِ سفر نماز کی رکعت میں کمی یا دو نمازوں کو جمع کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اسی طرح احادیث میں بھی اس کی وضاحت موجود ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ اگر تیز بارش ہو رہی ہو اور لوگ نمازِ مغرب کے بعد نمازِ عشاء کیلئے مسجد میں آنے میں دقت محسوس کریں تو وہ نمازِ مغرب کے فوراً بعد اسی وقت نمازِ عشاء ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مشکل، مصیبت اور خطرے کے وقت نبی کریم ﷺ نے دو نمازوں کو اکٹھا کرنے کی اجازت فرمائی ہے۔

لیکن اگر لوگ کہیں کہ انہوں نے دفتر جانا ہے اس لئے دو نمازوں کو اکٹھا پڑھ لیں یا شاپنگ کیلئے جانا ہے اس لئے ظہر اور عصر کی نمازوں کو اکٹھا کرلیا جائے یہ مناسب نہیں ہے۔ دورانِ سفر اور حقیقی مشکلات کے وقت ہی نبی کریم ﷺ نے نمازوں کے جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ عام حالات میں مسلمانوں کو پانچ وقت نماز ہی ادا کرنا چاہیے۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: السلام علیکم! میرا سوال ہے کہ نماز کیلئے اذان کی شروعات کیسے، کب، کہاں اور کس ملک میں ہوئی؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے سوال کیا ہے کہ اذان کی ابتداء کیسے اور کہاں ہوئی؟

بہن! اس کی ابتداء سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس کی تفصیل احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ جب مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مسئلے پر باہم گفتگو فرما رہے تھے کہ مسلمانوں کو نماز کے لئے بلانے کا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ڈھول کی تجویز پیش کی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنکھ (ناقوس) کی تجویز دی۔ کچھ اور تجاویز بھی سامنے آئیں۔

احادیث میں ہے کہ ایک صحابی نے بتایا کہ انہوں نے عالم تصور میں اذان کے الفاظ سنے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں پسند فرمایا اور اذان کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو نماز کیلئے بلانے کا یہ بہترین طریقہ ہے اور اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اذان میں یہی الفاظ دہرائے جائیں اور مسلمانوں کو نماز کیلئے

بلانے کے دیگر طریقے جو یہود و نصاریٰ کے ہیں، اختیار نہ کیے جائیں۔ نیز اذان کی ابتداء مدینہ میں ہوئی۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اب ہم اس کے ساتھ ساتھ ان سوالات کے جوابات بھی پیش کریں گے جو پرچیوں پر بھیجے گئے ہیں اور اس کا طریقہ کار یہ ہو گا کہ ایک سوال پرچی سے پیش کیا جائے گا۔ پھر دائیں جانب والے مائیک سے، پھر پرچی سے، پھر بائیں جانب والے مائیک سے اور پھر پرچی سے، اس کے بعد بہنوں کی جانب سے سوال لیا جائے گا اور یہ سلسلہ کلاک وائز چلتا رہے گا۔

سوال: یہ سوال جناب عبداللہ کی جانب سے ہے، آپ نے پوچھا ہے کہ ادائیگی نماز کے مختلف طریقے ہیں۔ کیا یہ سب طریقے درست اور قابل قبول ہیں یا نماز ادا کرنے کا صحیح طریقہ ایک ہی ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ نماز ادا کرنے کے مختلف طریقے ہیں اور کیا یہ سب طریقے درست اور قابل قبول ہیں یا پھر نماز ادا

کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے؟

اگر آپ بازار جائیں تو آپ کو طریقۂ نماز پر مشتمل سینکڑوں کتابیں ملیں گی۔ ان میں سے کچھ کتب ضعیف احادیث پر مشتمل ہوتی ہیں۔ نماز ادا کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں درج ہے:

"اس طرح نماز ادا کرو جیسے تم نے مجھے نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔"

﴿صحیح بخاری، جلد اوّل، کتاب الاذان، باب 18 حدیث 604، جلد نہم، حدیث 352﴾

لہٰذا نماز اسی طریقے سے ادا کرنا ضروری ہے جس طرح آپ ﷺ نے نماز ادا کی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ دورانِ نماز ہاتھ کیسے باندھنے چاہئیں، رکوع و سجود کی صحیح پوزیشن کیا ہے؟ قیام میں کیسے کھڑے ہونا ہے ان سب کا ایک ہی طریقہ ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ نماز میں چند اختیارات کی اجازت ہے مثال کے طور پر رکوع کے دوران کیا پڑھنا چاہیے۔

صحیح احادیث میں ہے کہ رکوع میں نبی کریم ﷺ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" (تعریف اللہ کیلئے ہے) اور بعض اوقات آپ ﷺ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ بِحَمْدِكَ" (حمد وثنا

اللہ کیلئے ہے، جو عظیم ہے) تلاوت فرماتے۔

اسی طرح چند مختلف دُعائیں ہیں جو آپ ﷺ نے رکوع و سجود میں پڑھیں اور جنہیں ایک شخص اپنی مرضی سے اختیار کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر وتر کی طاق رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے بعض اوقات ایک، پانچ یا سات رکعتیں ادا فرمائیں، لیکن زیادہ تر تین رکعت ادا کیں۔

جہاں تک نماز میں قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ کے انداز کا تعلق ہے تو یہ ایک طرز کا ہے اور اسے صحیح احادیث میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

میں آپ کو نماز کی ایک نہایت مختصر اور بہترین کتاب تجویز کروں گا جو عام دستیاب ہے۔ یہ کتاب صحیح احادیث کی روشنی میں ترتیب دی گئی ہے۔ جس کا نام Guide To Salaah یعنی "رہنمائے نماز" ہے۔ اسے ایم اے ثاقب نے ترتیب دیا ہے۔

اگر لوگوں کے پاس وقت ہو اور وہ کوئی بڑی مفصل کتاب پڑھنا چاہیں جس میں نماز کی جزئیات پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہو مثلاً سجدے کو کیسے ادا کرنا ہے؟ بدن کے کون سے حصے پہلے زمین سے چھونے چاہئیں؟ ہاتھوں اور کہنیوں کی کیا پوزیشن ہو؟ جس میں نبی کریم ﷺ کی نماز کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہو اور

شروع سے آخر تک ایک ایک بات اور رُکن کی وضاحت کی گئی ہو۔ ایک ایسی ہی کتاب شیخ محمد ناصر الدین الالبانی نے مرتب کی ہے۔ جس میں صحیح احادیثِ مبارکہ نقل کی گئی ہیں۔

جہاں تک سوال کا تعلق ہے تو نماز کی ادائیگی کا طریقہ صرف ایک ہے۔ اس کے علاوہ آپ اسلامک ریسرچ سنٹر کی لائبریری میں بھی نماز کے حوالے سے کتابیں پڑھ سکتے ہیں۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: میرا نام جوگندر سدھو ہے، میں اسلامی پس منظر بھی نہیں رکھتا اور میرا سوال بھی نماز کے موضوع پر نہیں ہے، کیا میں سوال پوچھ سکتا ہوں؟

ڈاکٹر محمد نائیک:

ہمیں اچھا لگے گا، اگر سوال موضوع سے متعلق ہو۔

جوگندر: دراصل میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ یہ سوال پوچھنا چاہتے ہیں اور اس کا جواب جاننا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

چلیں آپ کو استثنائی طور پر سوال کرنے کی اجازت ہے۔

جوگندر: دو سوال!!

ڈاکٹر محمد نائیک:

نہیں نہیں! وقت کی کمی کے باعث صرف ایک ہی سوال!

جوگندر: اوکے۔ شکریہ!

دراصل میں نے یہ سوال اپنے مسلمان دوستوں اور محمد علی روڈ پر کچھ مسجد کے اماموں سے بھی کیا، لیکن میری تشفی نہیں ہوئی۔

جہاں تک میں جانتا ہوں، الف لام میم (الم)، طاسین (طس)، حامیم (حٰم) وغیرہ کا مطلب حضرت محمد ﷺ نے بیان نہیں فرمایا۔

میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حضرت محمد ﷺ نے کہیں ان کے معانی بیان فرمائے ہیں یا ان مخففات کا علم یا مفہوم کوئی بھی نہیں جانتا؟

دراصل یہ بنیادی حروف ہیں اور قرآن الف لام میم سے شروع ہوتا ہے۔ تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کیا ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے ایک سوال پوچھا ہے اور بتایا ہے کہ بہت سے امام اور مسلمان اس سوال کا شافی جواب نہیں دے پائے کہ الف لام میم کے معانی کیا ہیں؟

یہ مخففات ہیں اور میں ان کا تفصیلی جواب دے چکا ہوں جو میری ایک ویڈیو کیسٹ میں موجود ہے تاہم یہاں میں اس سوال کا مختصر طور پر جواب دوں گا۔

یہ مخففات بعض سورتوں کی ابتداء میں آئے ہیں۔ 29 سورتیں ان مخففات سے یا حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔ اگر آپ عربی حروف تہجی کا جائزہ لیں تو یہ الف، با، تا، ثا، حا وغیرہ سے شروع ہوتے ہیں اور ان کی تعداد بھی 29 ہے۔

29 سورتوں کی ابتداء میں بعض جگہوں پر واحد حرف آتا ہے مثلاً ص، ق، ن وغیرہ۔

بعض سورتوں کے شروع میں دو حرف آتے ہیں مثلاً حم، طس

بعض سورتوں کے شروع میں تین حروف آتے ہیں مثلاً الف، لام میم۔

اسی طرح بعض سورتوں کے شروع میں چار اور بعض کے شروع میں پانچ حروف آتے ہیں۔

اس موضوع پر بہت سی کتب موجود ہیں اور کئی کتب میں حروف مقطعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا یہ اختصاری انداز بیان ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دستخط ہیں۔ بعض افراد نے کہا کہ یہ حروف لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کی خاطر تھے۔ اسی طرح

لوگوں نے مختلف قیاس آرائیاں کی ہیں۔ لیکن اگر آپ اس پر غور کریں تو درحقیقت یہ حروف جو مختلف سورتوں کی ابتداء میں آئے ہیں انسان کیلئے ایک چیلنج ہیں۔ قرآن پاک کی آیات میں بھی مختلف مقامات پر انسان کو چیلنج کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ قرآن کی مثل ایک کتاب تیار کر کے دکھائے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجیے اگر تمام انسان اور جنات اس بات کیلئے جمع ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا لائیں تو بھی ایسا نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔“

﴿سورۃ بنی اسرائیل 17، آیت 88﴾

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝

ترجمہ: ”اگر یہ سچے ہیں تو ایسا کلام بنا کر تو لائیں۔“

﴿سورۃ طور 52 آیت 34﴾

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: ”کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو خود بنا لیا

ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو ایسی دس
سورتوں کو بنا کر لے آؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا
سکتے ہو، بلا لو۔"

﴿سورۂ ہود 11 آیت 13﴾

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

ترجمہ: "کیا یہ کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن رسول (ﷺ) نے اپنی طرف سے بنا لیا ہے، آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو تم بھی اس جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ، اور اللہ کے سوا جن کو بلا سکو بلا لو۔"

﴿سورۂ یونس 10 آیت: 38﴾

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس چیلنج کو آسان سے آسان کرتے چلے گئے اور سورہ بقرہ میں بیان ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ښ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: "اور اگر تم اس کتاب میں شک کرتے ہو جو ہم نے

اپنے بندہ پر اُتاری تو تم ایسی ہی سورۃ بنالاؤ اور اپنے
حمایتیوں کو بلالو جو اللہ کے سوا ہوں، اگر تم سچے ہو۔
پھر اگر تم نہ کرسکو، اور ہر گز نہ کرسکو گے تو اس آگ
سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، وہ کافروں
کیلئے تیار ہے۔"

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت: 23-24﴾

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے کفار کو چیلنج کیا ہے کہ اگر وہ سچے ہیں تو قرآن جیسی صرف ایک سورۃ ہی بنا کر لے آئیں۔ اب الم، حم، یٰس وغیرہ کی علامات چیلنج ہیں۔ قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور عربوں کو اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا۔ عربی ان کی مادری زبان تھی اور اللہ انہیں چیلنج فرماتا ہے کہ یہ تمہاری زبان ہے۔ جس طرح اے بی سی وغیرہ انگریزی حروف تہجی ہیں اسی طرح الف، با، تا وغیرہ عربی حروف تہجی ہیں۔ الم اسی عربی کے حروف ہیں۔ نزولِ قرآن کے وقت عرب اپنے زباندانی پر فخر کرتے اور اتراتے تھے۔ شعر و ادب عروج پر تھا اور عرب اس پر ناز کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الف لام میم (الـم) تمہارے حروف ہیں۔ عربی زبان پر تمہیں فخر ہے اور اسی زبان میں قرآن نازل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ بے شک جنات کی

مدد لے لیں اور اللہ کے سوا جس کی چاہے مدد حاصل کریں اور قرآن پاک کی سورتوں کی مثل صرف ایک سورۃ ہی تیار کر کے دکھا دیں۔ قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورۃ کی تین آیات ہیں۔ مختصر ترین سورۃ دس الفاظ پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ چیلنج فرما رہے ہیں کہ قرآن کی ایک سورۃ کی مثل ہی ایک سورۃ لے آؤ۔ اگر تم اپنے دعووں میں سچے ہو اور ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جہاں بھی حروف مقطعات الف لام میم، حامیم وغیرہ آتے ہیں ان کے فوراً بعد قرآن پاک کی تعریف ہے مثال کے طور پر سورہ بقرہ کی ابتدا یوں ہے:

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت: 2-1﴾

یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ اہل ایمان اور متقیوں کیلئے منبع ہدایت ہے۔ قرآن پاک میں جہاں بھی یہ حروف آتے ہیں ان کے بعد قرآن کریم کی تعریف آتی ہے اور یہ حروف انسان کو باور کراتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ اس کلام جیسا کلام لا سکے۔ بہت سے لوگوں نے کوشش بھی کی جن میں غیر مسلم بھی تھے۔ لیکن اس کوشش میں نہ تو کوئی کامیاب ہوا اور نہ ہی انشاء اللہ العزیز کامیاب ہو پائے گا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اس بات کے پیش نظر کہ بھائی جوگندر سدھو نے موضوع سے ہٹ کر سوال کیا ہے، میں اپنے سامعین کرام سے گزارش کرنا چاہتا ہوں اور انہیں یاد دِلانا چاہتا ہوں کہ آج کا موضوع نماز ہے اس لئے سوالات اسی حوالے سے کیے جائیں۔ نیز جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک کی مختلف موضوعات پر ویڈیو اور آڈیو کیسٹس اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے دفتر میں دستیاب ہیں اور آپ انہیں خرید بھی سکتے ہیں۔ ان میں مختلف موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے جن میں

☆ قرآن اور جدید سائنس
☆ ہندومت میں خدا کا تصور
☆ دین اسلام کا اصل مفہوم
☆ اسلام میں انسانی حقوق
☆ مذہب اور بنیاد پرستی
☆ عالمی بھائی چارہ اور اسلام
☆ کیا قرآن اللہ کا کلام ہے؟
☆ مختلف الہامی کتب میں حضرت محمد ﷺ کا ذکر
☆ دعوتِ اسلام

☆ اسلام اور عیسائیت میں یکسانیت

☆ اسلام اور میڈیکل سائنس

☆ اسلام اور سیکولرازم

☆ تحمل و برداشت اور عدم برداشت

☆ تھرڈ ورلڈ کی ٹی وی نشریات

☆ اسلام کائناتی مذہب

اور دیگر متنوع موضوعات شامل ہیں۔ آپ کی دلچسپی کے ہر موضوع پر ویڈیو کیسٹ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن میں موجود ہے جسے آپ دیکھ سکتے ہیں اور اگر خریدنا چاہیں تو اس کی سہولت بھی میسر ہے۔ ان میں سے چند ویڈیو کیسٹ آپ کے سامنے اس ٹیبل پر ڈسپلے کی گئی ہیں۔ ان میں قرآن پاک کا انگلش ترجمہ بھی ہے۔

اب سلپ سے ایک سوال کی طرف آتے ہیں۔

سوال: مرد اور عورتوں کے طریقہ نماز میں اختلاف کیوں ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

سوال ہے کہ عورتوں اور مردوں کے نماز ادا کرنے کا طریقہ مختلف کیوں ہے؟

جیسا کہ میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کے بازار میں بے شمار

کتابیں موجود ہیں۔ جن میں طریقہ نماز پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ طریقہ نماز پر تقریباً سبھی کتابیں دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ یعنی

☆ مردوں کا طریقہ نماز

☆ عورتوں کا طریقہ نماز

کہیں ایک بھی ایسی صحیح حدیث نہیں ہے۔ جس میں ہو کہ عورت کو مرد سے مختلف طریقے سے نماز ادا کرنی چاہیے۔ بلکہ صحیح بخاری شریف میں ہے:

''حضرت اُم درداؓ نے فرمایا کہ تشہد میں عورتوں کو مردوں کی طرح بیٹھنا چاہیے۔''

﴿صحیح بخاری شریف، جلد اوّل، خصائص نماز، باب 63﴾

بہت سی ایسی احادیث موجود ہیں جنہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر ازواج مطہراتؓ نے روایت فرمایا ہے۔ صحیح مسلم شریف، صحیح بخاری شریف اور دیگر کتب احادیث پاک میں نماز کے حوالے سے متعدد احادیث موجود ہیں لیکن کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں کہ عورتوں اور مردوں کو مختلف طریقوں سے نماز ادا کرنا چاہیے۔

اس کا صحیح جواب صحیح بخاری شریف میں دیا گیا ہے:

"آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔"

﴿صحیح بخاری جلد اوّل، کتاب اذان، باب 18 حدیث 604، جلد نہم حدیث 352﴾

لہٰذا عورت ہو یا مرد اسے اسی طرح نماز ادا کرنا چاہیے جس طرح نبی کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔

سوال: السلام علیکم بھائی! میرا سوال ہے کہ کیا نماز صرف قرآن اور احادیث میں بتائے ہوئے طریقے سے ہی ادا کرنا چاہیے یا اسے ہم اپنے طریقے سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ نیز پہلے پیغمبر کس طرح نماز ادا کرتے تھے اور کیا پانچ وقت نماز ادا کرتے تھے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال کیا ہے کہ کیا ہمیں نماز قرآن و حدیث پاک کے بتلائے ہوئے طریقے سے ادا کرنا چاہیے یا ہم اپنے طریقے سے بھی نماز ادا کر سکتے ہیں اور کیا پہلے زمانے کے انبیاء کرام علیہم السلام اسی طریقے سے نماز ادا کرتے تھے؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نماز ادا کرتے تھے اور سب ہی سجدہ ضرور کرتے تھے جو نماز کا اہم رکن ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اس طریقے سے نماز ادا نہ کرتے

ہوں، جس طریقے سے آج ہم نماز ادا کرتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

ترجمہ: ''آج کے دن تمہارے دین سے کافر ناامید ہو گئے، سو تم ان سے مت ڈرو، اور مجھ سے ڈرتے رہو آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے مکمل کر دیا، اور میں نے اپنا انعام تم پر پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا۔''

﴿سورۃ المائدہ 5 آیت:3﴾

اس کا مطلب ہے کہ اس سے قبل انبیاء نماز ضرور ادا کرتے تھے اور اس میں سجدہ بھی کرتے تھے لیکن ممکن ہے ان کا طریقہ ہمارے طریقے سے مختلف یا کسی حد تک مماثل رہا ہو۔ جیسا کے توریت وزبور وانجیل میں مرقوم ہے۔

بھائی کے سوال کے دوسرے حصے کی طرف آتا ہوں کہ کیا ہم کسی بھی من چاہے طریقے سے نماز ادا کر سکتے ہیں؟ ہمیں ایک ہی طریقے سے نماز کیوں ادا کرنا چاہیے؟

میں بیان کر چکا ہوں کہ نماز کے معاشرتی وسماجی فوائد ہیں اور اس سے بھائی چارے کو فروغ ملتا ہے۔ مساوات اور اتحاد کا درس ملتا ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ میں اپنے طریقے سے نماز

پڑھ لیتا ہوں اور کرسی پہ بیٹھ کر نماز پڑھ لیتا ہوں۔ تو اس وقت آپ معاشرتی مساوات، بھائی چارہ، انسانی خلق و محبت، روحانی فوائد اور دیگر تمام فوائد سے محروم رہیں گے جن کا تذکرہ میں تفصیل کے ساتھ کر چکا ہوں۔ اگر آپ اپنا الگ سے انداز اپناتے ہیں تو آپ ان فوائد سے محروم رہیں گے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے برعکس عمل کریں گے۔ ہاں، اگر آپ سمجھتے ہوں کہ آپ ان احکامات سے بہتر فہم رکھتے ہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ یعنی اگر آپ اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے افضل (نعوذ باللہ) سمجھتے ہیں تو پھر اپنا طریقہ اختیار کر لیں لیکن آپ کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں رہیں گے۔

قرآن پاک میں ہے:

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

ترجمہ: ”اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیریں کیں، اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی، اور اللہ سب سے اچھی تدبیر کرنے والا ہے۔“

﴿سورۃ آل عمران:3 آیت:54﴾

اب اللہ تعالیٰ آپ کو ایک راستہ بتاتا ہے کہ اس پر چلو یہ بہترین راستہ ہے۔ لیکن اگر آپ بزعم خود اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادہ بہتر

راستہ منتخب کر سکتے ہیں (نعوذ باللہ) تو کر لیں۔ اگر آپ ایسی کوئی کوشش کر بھی لیں تو نا کام رہیں گے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے چیلنج کیا ہے کہ لوگوں نے کوشش کی مگر نا کام رہے اور اگر کوئی خیال کرتا ہے کہ (معاذ اللہ) وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بہتر سوچ سکتا ہے تو ایسا کرنے والا گمراہ ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان ہے اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر چلنا چاہئے اور اس طریقے کو اختیار کرنا چاہیے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منتخب کیا اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا چاہیے۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اگلا سوال بھائی رضوان اے حمید خطیب کی طرف سے ہے۔

آپ کہتے ہیں:

السلام علیکم! میں جدہ سعودی عرب میں کام کر رہا ہوں۔ ایک دفعہ میں نے اپنے ایک دوست کو نیند سے بیدار کر کے نماز کیلئے بلایا۔ اس نے کہا کہ اس نے متعدد بار خانہ کعبہ میں نماز ادا کی ہے اور خانہ کعبہ میں ادا کی گئی نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر

ہے اس لئے اگلے چند برس مجھے نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے اسے کیسے جواب دینا ہوگا؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ جب وہ سعودی عرب میں تھے تو انہوں نے اپنے ایک دوست کو نیند سے بیدار کر کے نماز کیلئے کہا تو اس نے کہا کہ چونکہ وہ خانہ کعبہ میں بہت سی نمازیں ادا کر چکا ہے اور وہاں ایک نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اسلئے اب اسے اگلے چند برس نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کی بات کا ایک حصہ صحیح ہے کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرنے کا ثواب دیگر مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے دس ہزار گنا زیادہ ہے یعنی مسجدِ نبوی کی ایک نماز عام مساجد کی دس ہزار نمازوں کے مساوی ہے۔ اسی طرح آتا ہے کہ خانہ کعبہ میں ایک نماز دولاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ یہ صحیح احادیث میں ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔

لیکن لوگوں کو اس کے بارے میں صحیح علم ہونا چاہیے۔ ان نمازوں سے جو ثواب آپ حاصل کرتے ہیں یہ اضافی ثواب

ہے لیکن یہ نماز کسی اور فرض نماز کا متبادل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کبھی نہیں فرمایا کہ اگر آپ وہاں ایک نمازِ فجر ادا کریں تو اتنے ہزار فجر کی نمازیں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک ثواب اور عنایات کے حاصل کرنے کا تعلق ہے تو وہ آپ کو ضرور ملیں گی لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ جتنی نمازوں کا ثواب ملے گا اس قدر نمازیں اگر آپ نہ بھی ادا کریں تو کوئی حرج نہیں ہوگا، ایسا بالکل نہیں ہے۔ اگر آپ کو ایک نمازِ فجر کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ آئندہ ایک لاکھ فجر کی نمازیں ادا ہی نہ کریں۔ آپ کو واضح انداز میں سمجھانے کیلئے میں ایک مثال دوں گا۔ جب آپ کسی امتحان میں شامل ہوتے ہیں تو آپ کو کچھ بونس مارکس ملتے ہیں۔ اگر آپ کرکٹ کھیلتے ہیں تو پانچ نمبر اضافی ملتے ہیں۔ اسی طرح داخلے کے وقت چند نمبر کھیلوں یا سکاؤٹنگ وغیرہ کیلئے مخصوص ہوتے ہیں۔ کالج میں کھیلوں یا دیگر ہم نصابی سرگرمیوں کی بناء پر چند نمبر دیئے جاتے ہیں لیکن اگر کوئی کہے کہ میڈیکل میں داخلہ کیلئے یہ نمبر مددگار ہوسکتے ہیں تو یہ ممکن ہے اس سے فیصد میں اضافہ ہوسکتا ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ میں سارا دن کرکٹ ہی کھیلتا رہوں تا کہ مجھے بہت زیادہ اضافی نمبر مل جائیں اور مجھے دیگر مضامین کو تیار

ہی نہ کرنا پڑے تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس طریقے سے اگر وہ پانچ پانچ اضافی نمبرز لے کر امتحان میں پاس ہو جائے تو یہ ممکن نہ ہوگا۔ اگر وہ دن رات کرکٹ کھیلتا ہے۔ پورا دن اور پوری رات کرکٹ کھیلے، ایک سال، پانچ سال یا دس سال یہ سلسلہ جاری رکھے اور امتحان والے دن جا کر لمبی چوڑی فہرست پیش کر کے کہے کہ میں نے اس قدر کرکٹ کھیلی ہے۔ اب کرکٹ کے نمبرز اضافی اور بونس کے طور پر ہوتے ہیں اور یہ نمبرز امتحان میں کامیاب ہونے کی صورت میں دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر وہ شخص کہے کہ میں چند نمازیں پڑھ کر ساری زندگی کیلئے اس سے فارغ ہو جاؤں اور نمازِ پنجگانہ کی ادائیگی کی ضرورت نہ رہے تو یہ امر ناممکن ہے۔

نماز کا ثواب اللہ ربُّ العزت کا انعام ہے اور خصوصی رحمت ہے لیکن یہ اسی وقت ہے جب ایک انسان اپنے فرائض ادا کرتا ہے۔ یہ بونس مارکس ہیں اور اگر ایک شخص مسجد الحرام میں نماز ادا کرتا ہے تو اسے اس کا اضافی ثواب تو ملے گا لیکن اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ثواب کے طور ملنے والی نمازیں اس کی فرض نمازوں کا متبادل ہیں اور وہ چاہے تو نماز نہ پڑھے۔ ایسا ہرگز نہیں اور اسے ہر حال میں نمازِ پنجگانہ ادا کرنا ہوگی۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: میں ایک بزنس مین ہوں اور میرا سوال ہے کہ جو لوگ مسجد میں جاتے ہیں کیا ان کیلئے سر ڈھانپنا اور پگڑی یا ٹوپی پہننا ضروری ہے؟ ہمارے ہاں لوگ سر ڈھانپے بغیر نماز پڑھنے کو اچھا نہیں سمجھتے جبکہ عراق اور ایران میں لوگ ننگے سر بھی نماز ادا کر لیتے ہیں، کیوں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ انڈیا میں لوگ نماز کے وقت عام طور پر ٹوپی وغیرہ پہن کر مسجد میں جاتے ہیں لیکن ایران، عراق اور چند دیگر ممالک میں لوگ نماز کے دوران ٹوپی نہیں پہنتے۔

بھائی! قرآن پاک کی کسی آیت یا کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے کہ ٹوپی پہننا فرض ہے یا نماز کیلئے ٹوپی ضروری ہے۔ لیکن بعض احادیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ٹوپی پہن کر نماز ادا کرتے تھے۔ اگر کوئی ادب و احترام کے حوالے سے ٹوپی پہنتا ہے تو الحمد اللہ۔

اگر آپ جائزہ لیں تو مشرقی ثقافت میں احترام کیلئے ٹوپی پہنی جاتی ہے لیکن مغرب میں جائیں تو ''ہیلو میم!'' کہتے ہوئے احتراماً ٹوپی اتار دی جاتی ہے۔ ''ہیلو! میم! ہاؤ آر یو'' اور اس کے بعد ٹوپی پہن لی جاتی ہے۔ لہٰذا مغربی تہذیب میں احترام

کے اظہار کیلئے ٹوپی اُتاری جاتی ہے اور مشرقی تہذیب میں ٹوپی پہنی جاتی ہے۔ لیکن مسلمان ہونے کے ناطے ہم انگلینڈ یا یہاں کی ثقافت کی پیروی نہیں کرتے۔ چونکہ یہ احترام کی علامت ہے اور متعدد احادیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے دوران سر ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ لہٰذا ٹوپی پہن کر نماز ادا کرنے میں کوئی خرابی نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن و حدیث سے کہیں بھی ثابت نہیں کہ نماز کیلئے ٹوپی پہننا فرض ہے۔ اگر مسلمان بغیر ٹوپی پہنے نماز ادا کرتے ہیں تو بھی انشاء اللہ ان کی نماز قبول کی جائے گی۔ یہاں اگر کوئی یہ کہے کہ ٹوپی پہن کر نماز ادا کرنا غلط ہے تو میں اس سے اتفاق نہیں کروں گا۔ کیونکہ کسی حدیث میں بھی یہ نہیں ہے کہ ٹوپی پہن کر نماز کی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ اختیاری بات ہے۔ جو ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا چاہتے ہیں، وہ پہن کر پڑھیں اور جو ٹوپی کے بغیر نماز ادا کرنا چاہتے ہیں وہ اس کے بغیر ادا کر لیں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اگلا سوال سلپ سے ہے۔

پوچھا گیا ہے کہ کیا ایک غیر مسلم نماز میں شریک ہو سکتا ہے اور

مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کر سکتا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ کیا ایک غیر مسلم نماز ادا کر سکتا ہے۔ بھائی! اگر وہ نماز ادا کرنے کا اتنا ہی شائق ہے تو اسے اس سے پہلے ایمان لانا ہوگا۔ لہٰذا اگر غیر مسلم اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں تو میں انہیں کھلے دل سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ لیکن اسے پہلے ایمان لانا ہوگا۔ جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اسلام قبول کرتا ہے اسے ہم خوش آمدید کہتے ہیں اور جو کہتا ہے کہ میں اللہ پر ایمان لائے بغیر نماز ادا کرنا چاہتا ہوں تو وہ آئے اور نماز ادا کرے اور رخصت ہو جائے۔ لیکن اس کی نماز جمناسٹک سے زیادہ کچھ نہیں ہوگی۔ ایمان کے بغیر نماز بے سود ہے۔ اگر ایک غیر مسلم اسلام لاتا ہے اور اس کے بعد نماز ادا کرتا ہے تو الحمد اللہ اس کی نماز قبول کی جائے گی۔ لیکن اگر وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا اور صرف لوگوں کو دکھلانے کی خاطر نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں سورۂ ماعون میں ہے کہ:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝

ترجمہ: ”تباہی ہے ان نمازیوں کیلئے جو صرف لوگوں کو دکھانے کیلئے

نماز پڑھتے ہیں۔"

﴿سورۃ الماعون 107، آیات 4-6﴾

قرآن ایسے لوگوں کو 'منافق' کہتا ہے۔ غیر مسلم بھی نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن ان کی نماز انہیں سیدھی راہ کی طرف نہیں لے جائے گی جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ منافقانہ اور دکھلاوے کی نماز کا کوئی فائدہ نہیں، لیکن قبول اسلام اور ایمان کے بعد نماز ادا کرنے سے انہیں فائدہ پہنچے گا۔ اگر اسلام لانے کے بعد وہ نماز ادا کرتے ہیں تو ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: السلام علیکم بھائی! میں آپ سے سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہم کسی غیر مسلم کے گھر میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے ایک سوال پوچھا ہے کہ کیا ہم کسی غیر مسلم کے گھر میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

بہن اس کا جواب صحیح بخاری شریف میں موجود ہے:

"پوری زمین میرے لئے اور میرے پیروکاروں کیلئے عبادت گاہ بنادی گئی ہے۔"

﴿صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ، باب 56 حدیث: 429﴾

آپ دُنیا میں کسی بھی مقام پر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن وہ مقام پاک وصاف ہونا چاہیے۔ اگر آپ کسی غیر مسلم کے گھر میں نماز ادا کرنا چاہتے ہیں تو کسی صاف جگہ پر پاک کپڑا یا جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ لیں۔ اگر وہاں پہ کوئی بت یا ایسی تصویر ہو تو آپ سترا قائم کر سکتے ہیں جو ایک نیزا بھی ہو سکتا ہے اور اس کی تلقین نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ کسی بھی پاک وصاف زمین پر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن آپ کے آگے کوئی تصویر یا بُت نہیں ہونا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اگلا سوال سلپ سے پیش کیا جاتا ہے لیکچرار خورشید اے خان کا سوال ہے کہ نماز کی ادائیگی کیلئے موزوں ترین لباس کون سا ہے؟ کرتہ پاجامہ، پینٹ، شرٹ اور ٹائی، یا کوئی اور لباس؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال کیا ہے کہ نماز کی ادائیگی کیلئے موزوں ترین لباس کون سا ہے؟ کرتہ پاجامہ، پینٹ، شرٹ اور ٹائی، وغیرہ وغیرہ؟

نماز میں جو بنیادی تقاضا ہے وہ یہ ہے کہ بدن کو کہاں تک ڈھانپا

جائے۔ مستورات کیلئے پورا بدن ڈھکا ہونا چاہیے۔ صرف چہرہ اور کلائیوں سے آگے ہاتھ باہر رہ سکتے ہیں۔ مردوں کیلئے ناف تک زیریں حصہ ڈھانپنا ضروری ہے اور اگر باقی ڈھکا ہوا نہ بھی ہو تو کوئی بات نہیں۔ جہاں تک کرتے پائجامے اور پینٹ شرٹ کی بات ہے تو جس لباس میں آپ اطمینان محسوس کریں پہن لیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ایسا لباس پہن لیں کہ نماز کے دوران اس کی شکنیں درست کرتے رہیں یا نماز سے زیادہ آپ لباس کو سنبھالنے میں مشغول ہو جائیں۔ لہٰذا آپ نماز کے دوران جو لباس پہننا پسند کریں پہن لیں لیکن یہ لباس شریعت کے برعکس نہ ہو اور مذکورہ بدن کا ساتر ہو۔ غیر شرعی لباس میں ایسا لباس ہے جو ساتر نہ ہو یعنی بدن کو صحیح طور پر نہ ڈھانپ سکے یا اس پر صلیب یا کسی اور مذہب کے ایسے نشانات بنے ہوں جو شرک کے مظہر ہوں، اس طرح کا لباس ہرگز نہیں پہننا چاہیے۔ لیکن آپ کرتہ پائجامہ پہنیں یا پینٹ شرٹ پہن کر نماز ادا کریں اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: میں غیر مسلم ہوں اور میرا سوال ہے کہ دیگر مذاہب کی عبادات اور نماز میں کیا فرق ہے؟ یعنی اجتماعی پوجا وغیرہ۔ اور کیا دیگر عبادات میں نماز کے مقابلے میں غلطیاں ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ دیگر مذاہب کی پوجا اور نماز میں کیا فرق ہے اور ان میں کیا خامی ہے؟

بھائی!

اس میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ جب ہم نماز ادا کرتے ہیں تو صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یعنی ربِّ واحد کی عبادت کرتے ہیں۔ ہم ایک اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور میں اپنے ایک خطاب میں تصورِ خدا کے حوالے سے تفصیل سے بات کر چکا ہوں۔ ہم توحید کے عقیدے کو مانتے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہیں۔ دوسرے مذاہب میں جنہیں 'خدا' کہا اور پکارا جاتا ہے ہم انہیں معبود نہیں سمجھتے۔ مثال کے طور پر ایک شخص بتوں کی پوجا کرتا ہے لیکن ہم بتوں کو اللہ نہیں سمجھتے۔ ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور یہی بات ہندوؤں کی مذہبی کتب میں بھی موجود ہے اسی لئے ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ آؤ ان باتوں کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہیں یعنی ایک اللہ کی عبادت۔ یجروید میں ہے:

"آپ اللہ کا تصور (تصویر، شکل یا مجسمہ) نہیں بنا سکتے۔"

﴿یجروید باب 32 شلوک 3﴾

لہٰذا اس تناظر میں آپ جو کچھ کر رہے ہیں غلط ہے۔ اسی بات کا ذکر بھگود گیتا میں بھی ہے:

''تمام مادہ پرست لوگ جھوٹے خداؤں کی پوجا کرتے ہیں۔''

﴿بھگود گیتا باب 7 منتر 19-23﴾

جو لوگ جھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی خواہشات بھی اللہ ہی پوری کرتا ہے مگر ان لوگوں کا شمار جھوٹے گروہ میں ہوگا اور جو لوگ اللہ کے آگے سر جھکاتے ہیں وہ سچوں میں سے ہیں۔ میں بتوں کے آگے جھکنے والوں سے کہتا ہوں کہ ان کی اپنی مذہبی کتب میں اس بات کو غلط اور ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر یہ اپنی مذہبی کتب کے خلاف ہیں تو ان کا عمل حرام ہے۔ اگر آپ عیسائیت کی طرف آئیں تو وہ لوگ اس طریقے سے عبادت نہیں کر رہے جس طرح بائبل میں مذکور ہے۔ بائبل میں ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام جب نماز ادا کرتے تو وہ سجدہ کرتے تھے اور نماز سے قبل وضو کرتے تھے۔ لیکن جب عیسائی عبادت کرتے ہیں تو وہ وضو نہیں کرتے، سجدہ نہیں کرتے اس لئے ان کی عبادت بائبل کے برعکس ہے۔ اس کے بعد قرآن پاک میں عبادت کا صحیح طریقہ بتایا گیا ہے مگر وہ نہ تو بائبل کے طریقے پر عمل کرتے ہیں اور نہ اللہ کے آخری

پیغام کی پیروی کرتے ہیں اور میں اپنے پہلے خطبہ ''مذاہبِ عالم میں خدا کا تصور'' میں بھی اس بات پر روشنی ڈال چکا ہوں کہ دُنیا کے بڑے مذاہب کی عبادات کس نہج پہ ہیں۔ آپ مزید تسلی اور معلومات کیلئے میری ڈی وی ڈیز دیکھ سکتے ہیں۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

سوال: اگلا سوال تنظیم ایم خطیب کا ہے جو ایک طالب علم ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مردوں کو نماز میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونا چاہیے۔ کیا خواتین کو بھی ایسے ہی کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے کہ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو۔ کیا مستورات کو بھی ایسے ہی کرنا چاہیے؟

میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ خواتین کو مساجد میں آ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے لیکن اگر آپ کہیں کہ کیا عورتوں اور مردوں کو کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونا چاہیے تو یہ درست نہیں ہے۔ اب میڈیکل سائنس بتاتی ہے کہ عورت کے

کندھے مرد سے مختلف ہیں اس لئے نماز میں انہیں کہا جائے کہ تم نماز ادا نہیں کر سکتی۔ لیکن ایسی بات نہیں ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جب مرد نماز ادا کریں تو کندھے سے کندھا ملا لیں اور جب عورتیں نماز ادا کریں تو وہ بھی کندھے سے کندھا ملا کر کھڑی ہوں۔ لیکن مردوں اور عورتوں کو کہیں بھی مخلوط کرنے کا حکم نہیں ہے دونوں اصناف کو الگ الگ عبادت کرنے کا حکم ہے۔ عورتوں اور مردوں کو مسجد میں ایک جیسی لیکن الگ الگ سہولیات میسر ہونی چاہئیں۔

اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اگر اس موضوع پر آپ کوئی بھی سوال پوچھنا چاہیں تو ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہر ہفتے تین بجے، اتوار کو رات ساڑھے دس بجے، اور خواتین پیر کو تین بجے اسلامک ریسرچ سنٹر کے آڈیٹوریم میں آسکتی ہیں اور لیکچر سے مستفید ہونے کے علاوہ سوالات بھی پوچھ سکتی ہیں۔ اب آج کے آخری سوال کی طرف آتے ہیں!!

سوال: السلام علیکم بھائی! آپ نے بتایا ہے کہ الحمد للہ خواتین مسجد میں نماز ادا کر سکتی ہیں لیکن جیسا کہ اب رمضان المبارک کی آمد آمد

ہے میرا سوال ہے کہ خواتین چونکہ عشاء کی نماز کے وقت کچھ کاموں میں مصروف ہوتی ہیں اس لئے اگر وہ گھر میں نماز و نوافل تراویح ادا کرلیں اور تلاوت کرلیں تو کیا ان کے ثواب میں کمی تو واقع نہیں ہوگی؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بہن نے سوال پوچھا ہے کہ رمضان المبارک قریب آرہا ہے اور خواتین کیلئے عشاء کی نماز اور نمازِ تراویح ادا کرنے میں مسائل ہیں۔ الحمدللہ اب بمبئی میں بہت سے مقامات پر تراویح کا اہتمام ہے۔ آپ وہاں جاکر تراویح ادا کرسکتی ہیں۔ لیکن اگر آپ وہاں نہیں جاسکتیں تو کیا گھر میں نمازِ تراویح ادا کرسکتی ہیں؟

میری بہن آپ یقیناً گھر میں پڑھ سکتی ہیں، اگرچہ ترجیح جماعت کو حاصل ہے۔ لیکن اگر آپ کچھ مسائل کی وجہ سے جماعت میں شریک نہیں ہوسکتیں تو آپ انفرادی طور پر گھر میں نمازِ عشاء و تراویح ادا کرسکتی ہیں۔ ثواب میں تو کمی نہیں ہوگی لیکن ہر خاتون حافظ نہیں ہوتی اور اس طرح وہ تراویح میں پورا قرآن سماعت یا قرأت نہیں کرسکتی اور جماعت کے فوائد سے بھی مستفید نہیں ہوسکتی۔ لیکن نماز ادا نہ کرنے سے بہتر ہے کہ

آپ گھر میں نماز ادا تو کر لیں۔ آپ کو ثواب تو ملے گا لیکن جماعت کے اجتماعی فیوض وفوائد سے محروم رہیں گی۔
صحیح بخاری جلد اوّل میں ہے کہ آپ جماعت میں بیس یا 70 گنا زیادہ ثواب حاصل کر سکتے ہیں لہٰذا جماعت کی فضیلت اپنی جگہ برقرار ہے۔ لہٰذا انفرادی طور پر نماز ادا کرنے سے جماعت میں نماز پڑھنے کا ثواب کہیں زیادہ ہے۔
اُمید ہے سوال کا جواب ہوا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ہم اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے شکر گذار ہیں جس نے اس پروگرام کو اسلامک ریسرچ سنٹر کے پلیٹ فارم سے ہمارے لئے ممکن بنایا۔ ہم اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح اس پروگرام میں شرکت پر پریس اور اس پروگرام کے منتظمین اور پروگرام کو ریکارڈ کرنے والے احباب کے بھی شکر گذار ہیں، جن کے بھرپور تعاون سے یہ پروگرام کامیاب ہوا۔

جزاکم اللہ خیراً.

"اچھی کتابوں کا مطالعہ دل کو زندہ اور بیدار رکھنے کیلئے بہت ضروری ہے۔" (سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

حکایاتِ سعدی

﴿دو سو پچاس سے زائد حکایات و واقعات اور حکمتوں کا عظیم بیش بہا خزانہ﴾



معہ درسِ حیات

مصنف:

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

محمد مغفور الحق



352 صفحات پر مشتمل خوبصورت سرورق، مضبوط جلد بندی اور عمدہ سفید کاغذ

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں یا براہِ راست رابطہ کریں:

بک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان

Ph: 0544-614977-0321-5440882-0323-5777931

WWW.BOOKCORNER.COM.PK



An Urdu Translation of
Lecture
"SALAH"
by
Dr. Zakir Naik

......الصّلوٰة......

نماز
اور جدید سائنس

ڈاکٹر ذاکر نائیک

مترجم

انجم سلطان شہباز

Price Rs. 200/-

176 صفحات پر مشتمل خوبصورت سرورق، مضبوط جلد بندی اور عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے!

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں یا براہ راست رابطہ کریں:

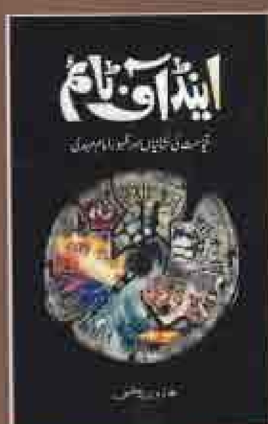
بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان

Ph: 0544-614977 - 0321-5440882 - 0323-5777931

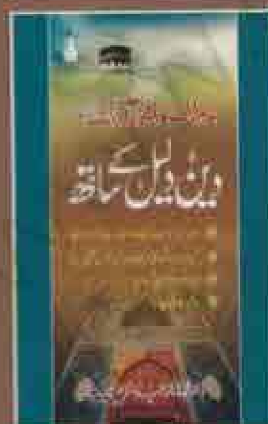
WWW.BOOKCORNER.COM.PK

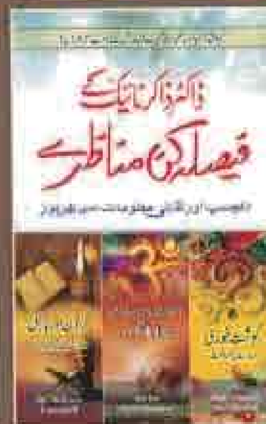
ہماری کتابیں پیاری کتابیں

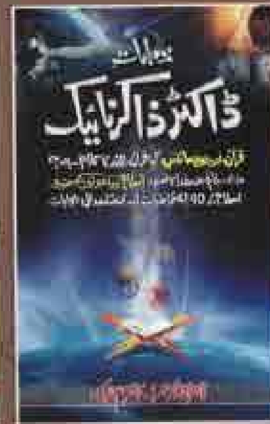




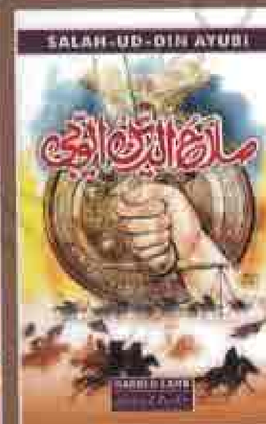


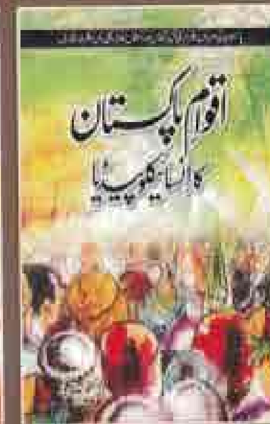












Rs. 200.00